695

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ19-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

قبل از بجٹ بحث

797

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بدھ،19۔مارچ2014

(یوم الاربعاء،17۔جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر40منٹ پرزیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ
إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾
لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت285تا286

رسول (اللہ)اس کتاب پر جوان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔سب اللہ پراوراس کے فرشتوں پراوراس کی کتابوں پراوراس کے پیغمبروں پرایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اوروہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنااور قبول کیااے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے(285)اللہ کسی شخص کواس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔اچھے کام کرے گاتواس کوان کا فائدہ ملے گا برے کرے گاتواسے ان کانقصان پہنچے گا۔اے پروردگاراگر ہم سے بھول یاچوک ہوگئی ہوتوہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔اے پروردگارہم پرایسابوجھ نہ ڈالیو جیساتونے ہم سے پہلے لوگوں پرڈالا تھااے پروردگارجتنابوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتناہمارے سر پر نہ رکھیو۔اور(اے پروردگار)ہمارے گناہوں سے درگزرکراور ہمیں بخش دے۔اور ہم پر رحم فرما۔توہی ہمارامالک ہے اور ہم کوکافروں پرغالب فرما(286)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

چوکھٹ نبی کی چھوڑ کے جاتا کہاں کہاں
اُن کا فقیر ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں
جیسے بیاں حضور کی خدمت میں کر دیا
ایسے میں دِل حال سُناتا کہاں کہاں
اچھا ہوا دیارِ سخاوت پہ پڑج رہا
پھر کر صدا فقیر لگاتا کہاں کہاں
ہوتی اگر نہ آپ کی چوکھٹ اُسے نصیب
آنسو گنہگار بہاتا کہاں کہاں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک نو منتخب ممبر جناب محمد خان صاحب، پی پی۔81 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں ان سے استدعا ہے کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں، حلف اٹھائیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط فرمائیں۔

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر جناب محمد خان، پی پی۔81 نے حلف لیا اور رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ جی، محمد خان صاحب!

جناب محمد خان: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ جناب سپیکر! میں سب توں پہلاں اپنے قائداں دا شکر گزار آں کہ اوہناں نے مہربانی کیتی، میرے خانداں تے اعتماد کیتا، میرے تے اعتماد کیتا تے مینوں ٹکٹ دِتا۔ اوہناں دا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)
ایس توں بعد میرے حلقہ پی پی۔81 دے عوام دا شکریہ جنہاں نے مینوں جھولیاں بھر بھر کے ووٹ دِتے۔ اُس دن موسم بڑا خراب سی، اوہناں نے سردی ویکھی، بارش تے نہ کیچڑ ویکھیا۔ ووٹر بروقت پولنگ سٹیشن تے پہنچے تے میرے تے مہربانی کیتی تے مینوں بہت زیادہ ووٹ دتے۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ بڑا پسماندہ علاقہ اے۔ الیکشن تے عوام نے مطالبات کیتے سی کہ ساڈے کول اک تہائی بجلی نہیں سانوں بجلی دِتی جائے، سکول نہیں سانوں سکول دِتے جان، سڑکاں نہیں سڑکاں دِتیاں جان تے اُس وقت میں اوہناں نال وعدہ کر لیا سی۔ ایس لئی ہن میں اپنی قیادت نوں اپیل کراں گا کہ میرے وعدیاں نوں بروقت مہربانی کر کے نبھان دی کوشش کرن۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اک واری فیر اپنی قیادت دا شکریہ ادا کرنا آں تے نالے تہاڈا وی بہت شکریہ ادا کرنا آں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکول ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہاں کل میرے محترم بھائی سردار صاحب نے خیبر پختونخوا حکومت کے متعلق ایک بات کی تھی کہ وہاں پر اقلیتوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے اس کی پوری تفصیل معلوم کی ہے جو میں ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ اصل بات کیا ہے؟

جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ خیبر پختونخوا میں kidnapping ہو رہی ہے اور خاص طور پر سکھوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ وہاں پر دو قتل کے واقعات ہوئے ہیں، پہلے واقعہ میں ایک سکھ اور ایک مسلمان تھا اور دوسرے واقعہ میں ایک سکھ تھا۔ اس کے علاوہ ایک kidnapping کا واقعہ ہوا ہے جس میں دو سکھوں کو kidnap کیا گیا ہے۔ یہ target killing کے واقعات ہیں جو لوگ قتل ہوئے ہیں تو وہاں کے اقلیتی امور کے وزیر موقع پر گئے اور ان کی تدفین تک وہاں پر موجود رہے۔ ان کے گھر بھی گئے اور خیبر پختونخوا حکومت کی جانب سے پانچ پانچ لاکھ روپے ان کے خاندانوں کے لئے مختص بھی کئے۔ اس کے علاوہ جو مسلمان بھائی شہید ہوا اس کے لئے بھی اسی طرح کی مراعات رکھی گئیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو دو لوگ kidnap ہوئے ہیں وہ FATA سے ہوئے ہیں وہ علاقہ ہماری حکومت جو خیبر پختونخوا میں ہے اس کے purview میں نہیں آتا۔ میں یہاں پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے آپ کی وساطت سے یہ کہوں گی کہ وہ وہاں پر اپنی ٹیم بھیجیں اور ان لوگوں کو بازیاب کرائیں، وہاں کی حکومت بھی پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان کو بازیاب کرایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔
محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہم نے کل ان کی بات سنی تھی۔ آج ہمیں بھی بات کرنے دیں۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ خیبر پختونخوا میں اقلیتوں کے ساتھ بہت۔۔۔(قطع کلامیاں)
مجھے بات کرنے دیں ہم نے آپ کی بات سنی ہے۔ آج ہمیں بھی بات کرنے دیں۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ اس طرح بات نہیں کر سکتیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! بات یہ ہے کہ کل یہاں پر بات ہوئی تھی۔ (قطع کلامیاں)
ان کی پوری بات سنیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ یہاں کل بات ہوئی تھی اگر وہ جواب دے رہی ہیں تو ان کی بات سنیں۔ یہاں گورنمنٹ نے بات شروع نہیں کی تھی سردار صاحب کی کمیونٹی سے متعلق بات تھی، انہوں نے criticize نہیں کیا تھا۔ محترمہ! آپ اس کے متعلق بات کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسی سے متعلق ہی بات کریں گی۔ انہوں نے کل کسی کو criticize نہیں کیا تھا بلکہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ جی، محترمہ! آپ بات کریں۔
محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اقلیتی نمائندہ ہوں۔ میں نے اس حوالے سے پوری معلومات حاصل کی ہیں۔ (قطع کلامیاں)
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بولیں میں نے آپ کو floor دیا ہے۔ آپ بات کریں، آپ مختصر بات کریں اور ایوان کا ماحول بھی ٹھیک رکھیں۔
محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اپنے سردار بھائی سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ وہاں پر گئے ہیں کسی کو انہوں نے فون کیا ہے؟ ان سے تعزیت تک نہیں کی ہے اور اتنا بڑا الزام خیبر پختونخوا کی حکومت پر لگا دیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے اب کیا کہنا ہے، آپ بات کریں؟
محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں کی حکومت نے دیوالی پر تمام ایم پی ایز کو بلا تمیز۔۔۔

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: NO, no یہ کوئی بات نہیں ہے۔ محترمہ! آپ نے بات کر دی ہے، آپ کی بات سن لی گئی ہے اب آپ یہاں پر وضاحت نہ کریں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ اب سوالات لیتے ہیں اور پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 403 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: مانیٹرنگ سیل کی کارکردگی و دیگر تفصیلات

*403: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2012 اور 2013 کے دوران محکمہ تعلیم کے مانیٹرنگ سیل نے ضلع لاہور میں کل کتنے سکولوں کو ناجائز قابضین سے واگزار کروایا؟

(ب) متذکرہ ٹیم نے سرکاری سکولوں پر قابضین کے خلاف کیا کارروائی کی، کتنے لوگوں کو گرفتار، جرمانہ اور سزائیں دی گئیں، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع لاہور میں سکولوں پر ناجائز قبضہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

تعداد سکول جزوی ناجائز قبضہ	41
تعداد واگزار سکولز	09
تعداد زیر جزوی قبضہ	32

سکول وار فہرست (Annex –A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ان میں 18 کیسز ایسے ہیں جو مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جبکہ 14 سکولوں کو واگزار کروانے کے لئے کمشنر / ڈی سی او / ای ڈی او کی جانب سے ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کا عمل بتدریج جاری ہے نیز کوئی بھی سکول ایسا نہیں ہے جس پر مکمل طور پر قبضہ ہو۔ تمام

سکول فنکشنل ہیں اور اپنی تمام تر تعلیمی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں۔ مزید یہ کہ محکمہ تعلیم ان سکولوں کو جزوی قبضہ سے واگزار کروانے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ کمشنر / ڈی سی او / ای ڈی او کو واضح ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سرکاری سکولوں پر ناجائز قبضہ ختم کروانے کے لئے متعلقہ ڈی سی او / ای ڈی او (ایجوکیشن) قانونی کارروائی کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عدالت کی طرف سے فی الحال کوئی حتمی فیصلہ نہ آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں 41 سکولز ایسے آئے ہیں جن پر جزوی ناجائز قبضہ ہے۔ ضلع لاہور میں کون سے 41 سکول ایسے ہیں جن پر جزوی ناجائز قبضہ کیا گیا ہے ذرا ان کی تفصیلات بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کوئی تفصیل آپ کے پاس ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سکولوں کی تعداد کی لسٹ محترمہ کو پیش کر دیتا ہوں۔ جو 41 سکولز تھے ان کی یہ پوری لسٹ موجود ہے۔ اس میں ہوا یہ تھا کہ ہائیکورٹ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس کمیٹی میں سیشن ججز کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ over all چونکہ جب سکول ڈیپارٹمنٹ نے شکایت کی اور جتنے بھی سکول ہیں، یہ جو محترمہ کے اگلے سوال میں جو جزوی قبضے کے بارے میں لکھا ہوا ہے میں اس کا بھی بتادوں کہ جزوی قبضے کا مطلب یہ ہے کہ سکول function کر رہے ہیں لیکن ان کی چاردیواری کے ساتھ کوئی ایک دو کمرے یا کوئی ایک دکان جس پر وہ سکول انتظامیہ کے برخلاف stay order لے کر کام چلا رہے تھے۔ ہم نے اس کو بڑا diligently courts میں follow کیا اور اس میں ایک کمیٹی کمیشن بنا جس میں چیف جسٹس صاحب نے پورے صوبے میں تمام سیشن ججز کو کہا کہ وہ جاکر خود visit کریں اور دیکھیں کہ کہاں کہاں پر سکولوں پر قبضے ہیں؟ اس میں بہت number of issues تھے جن کو اس کمیشن نے study کیا اور اس کے نتیجے میں جو رپورٹ سامنے آئی اس میں 26 سکول واگزار کروالئے گئے ہیں، 15 سکولوں کے بارے میں early hearing کی application دی ہوئی ہے، court cases کی وجہ سے وہ سب کے سب pending ہیں۔

انشاءاللہ تعالیٰ ان سکولوں کا جو جزوی قبضہ ہے یہ بھی واگزار ہو جائے گا۔اور لسٹ میں محترمہ کو provide کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!لسٹ provide کر دیں۔ میاں صاحب!آپ بیٹھ جائیں کیونکہ محترمہ ابھی کھڑی ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میرا ضمنی سوال جزوی ناجائز قبضے کے بارے میں تھا کہ 26۔اگست 2013 تک جن سکولوں پر ناجائز قبضے ہوئے ان کی تعداد 41 بتائی گئی ہے۔منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ جن 41 سکولوں پر ناجائز قبضہ ہے ان کی زمین محکمہ تعلیم کے نام نہیں ہے اور اگر یہ محکمہ تعلیم کے نام ہے تو کیا تمام ناجائز قابضین کے خلاف اس کے متعلقہ تھانے میں کوئی ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!یہ جتنے بھی سکول ہیں ان کی land سکول کے نام پر ہی ہے۔ جس طرح میں نے پہلے ایوان کو apprise کیا کہ جواب تاریخ وصولی 26۔اگست 2013 ہے اس کے بعد سے 26 سکول واگزار ہو چکے ہیں اور اس وقت 15 سکولز ہیں جن کے بارے میں early hearing کی application دی ہوئی ہے and we are very hopeful کہ اگلے ایک دو مہینوں کے اندر اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!کیا یہ کیس کورٹ میں pending ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!یہ کورٹ کیسز ہیں جس کی وجہ سے یہ pending ہیں اور ان پر stay ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!15 سکولوں کی proceeding کورٹ کیسز میں چل رہی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جب میں session پر آنے کے لئے گھر سے نکل رہا تھا اس وقت ٹی وی پر ticker چل رہا تھا کہ حکومت نے اعتراف کر لیا ہے کہ 41 سکولوں پر ناجائز قبضے ہیں۔ جیسا کہ ہم آپ کے سامنے روز ایک استدعا کرتے ہیں کہ اس ایوان کے procedures kill ہو رہے ہیں۔اور اگر اس ایوان کے procedures kill ہوتے رہے تو یہ ایوان اپنی افادیت کھوتا چلا جائے گا۔آج کے ایجنڈے میں یہ لکھا ہے کہ "خفیہ "ایوان میں پیش کئے جانے سے قبل اشاعت کی اجازت نہیں ہے So; how come this?

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔10 بجے سیشن کا ٹائم ہوتا ہے۔اب ہم نے اجلاس کوئی تقریباً 12 بجے شروع کیا ہے تو 10 بجے ایوان کی میز پر questions کے جوابات رکھ دیئے جاتے ہیں، visitor gallery اور پریس کے دوست جو اوپر موجود ہیں یہ ایجنڈا ان کو بھی دیا جاتا ہے۔اب correction اس میں ہو جائے گی۔ 41 سکولوں کا جواب منسٹر صاحب نے دے دیا ہے اور اب 15 سکول صرف باقی بچ گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ درست فرما رہے ہیں لیکن میرا مؤقف یہ ہے کہ On the touchstone of what has been written. اس کے اور جو لکھا ہوا ہے ایوان میں پیش کئے جانے سے قبل اشاعت کی اجازت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! یہ ایوان میں پیش۔۔۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پیش کیا جانا وہ ہوگا کہ جب منسٹر کو Question Put کر دیا جائے اور وہ جواب دے دیں گے یہ ہوگا پیش کیا جانا۔یہاں رکھ دیا جانا 10 بجے پیش کیا جانا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! میں اس کو دیکھتا ہوں۔اگلا سوال اعجاز خان صاحب کا ہے۔وہ موجود نہیں ہیں؟ On his behalf

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf میرا سوال نمبر 516 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: گورنمنٹ یو ایم مسلم ہائی سکول 97 ر۔ب جوہل کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*516: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ یو ایم مسلم ہائی سکول 97 ر۔ب جوہل تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے، کتنے کمروں میں کلاسز ہو رہی ہیں اور کتنے کمرے آفس لیب اور لائبریری کے لئے استعمال ہوتے ہیں؟

(ب) اس سکول میں کلاس وار کتنے سیکشن ہیں اور ہر سیکشن میں کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں؟

(ج) کیا اس سکول کی عمارت موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی توسیع کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سکول ہذا کی عمارت 16 کمروں پر مشتمل ہے۔ 12 کمروں میں کلاسز ہو رہی ہیں۔ 04 کمرے آفس، لیب اور لائبریری کے لئے استعمال ہو رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پرنسپل	DTE/AEO	کمپیوٹر لیب	لائبریری/کلرک
01	01	01	01

(ب) سکول ہذا میں کلاسز کی تعداد پانچ جبکہ سیکشنز کی تعداد 16 اور طلباء کی تعداد 864 ہے۔ ان کی مزید تفصیل و تعداد (Annex–C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول ہذا کو چار مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ گرلز سکولوں کو missing facilities دی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد بوائز سکولوں کو missing facilities دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا اس سکول کی عمارت موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق پوری ہے اگر نہیں تو اس کی توسیع کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ سکول ہذا کو چار مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ گرلز سکولوں کو missing facilities دی جا رہی ہیں اس کے بعد بوائز سکولوں کو missing facilities دی جائیں گی۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس سال تمام گرلز سکول جو پنجاب میں ہیں ان کی missing facilities پوری کر دی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ جو missing facilities ہیں میں ذرا ایوان کو بتا دوں کہ جب ہم missing facilities کی بات کرتے ہیں تو missing facilities میں چار دیواری ہے، missing facilities کے اندر wash rooms ہیں، missing facilities کے اندر clean drinking water ہے اور missing facilities کے اندر electricity ہے۔ یہ چار چیزیں ہیں جو محکمہ سکول نے اس سال ensure کرنا ہے اور جب چیف منسٹر صاحب کے پاس میٹنگ ہوئی تو اس کے اندر ایک decision اور ہوا کہ جہاں پر class rooms کی کمی ہے اور جہاں پر teachers کی کمی ہے اس کو بھی missing facilities کے زمرے

میں ڈالا جائے۔ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ committed ہے اس سال جو چار چیزیں میں نے پہلے بھی کہی تھیں اس سال میں یہ چاروں کی چاروں missing facilities in latter and spirit پوری کرنے کے اوپر ہے اور subsequently پھر جہاں جہاں class rooms کی کمی ہے ۔ہم نے ایک سروے کروایا ہے جس میں پورے پنجاب کے اندر جہاں پر ہم ان سکولوں کے اندر بچوں کی capacity کو بڑھانا چاہتے ہیں یہاں مزید بچوں کو لے کر آنا چاہتے ہیں اور road map یہ تھا کہ پچھلے سالوں کے اندر 2.8 ملین بچے پرائیویٹ اور پبلک سکولوں میں داخلہ لیتے ہیں تو اس سال کا ٹارگٹ 3.5 ملین رکھا گیا تھا اور وہ ٹارگٹ ہم نے 3.5 کے بجائے 3.6 ملین کے ساتھ achieve کیا لیکن جو بچوں کا influx زیادہ آرہا ہے اس کے لئے additional class rooms چاہئے تھے اس پر سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا سروے ہوا ہے، اس میں 32 ہزار مزید class rooms چاہئیں، اس کے اندر 27 ہزار class rooms کے لئے حکومت نے commitment کر لی ہے اور اگلے دو سے تین سالوں کے اندر یہ 27 ہزار class rooms ہم سکولوں کے اندر provide کریں گے۔ تو میرا آپ کے توسط سے ایوان کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ چار missing facilities جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ان کو letter and spirit اس سال میں لڑکیوں کے سکولوں میں پورا کریں گے اور اگلے دو سالوں کے اندر باقی دو جن کا ذکر کیا ان کو بھی پورا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا اس سکول کی عمارت موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی توسیع کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟" منسٹر صاحب نے جواب میں missing facilities کی تفصیل بتا دی ہے۔ جز (ج) کے جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ چار کمروں کی اس سکول کو ضرورت ہے اور منسٹر صاحب نے گرلز سکولوں کے متعلق بھی یہ کہا ہے کہ missing facilities میں سکول کے کمرے شامل نہیں ہیں لہذا یہ جواب مکمل نہیں دیا گیا، یہ ادھورا ہے اور اس میں تشنگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ان میں کمرے پورے ہیں جس طرح ان کا سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہاں چار کمروں کی ضرورت ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس میں عرض کرتا ہوں کیونکہ جو سوال ہے اس کا آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ انہوں نے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ کیا اس سال لڑکیوں کے سکولوں میں missing facilities provide کر دی جائیں گی؟ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے تو اس کے اندر ہم نے ایوان کو بتایا ہے کہ چار کمرے مزید اس سکول کے اندر چاہئیں۔ یہ بوائز سکول ہے جس میں چار کمروں کی ضرورت ہے۔ اگلے سال پنجاب کے road map میں missing facilities کے حوالے سے لڑکوں کے تمام سکول ہیں۔ جہاں پر ہم لڑکیوں کے تمام سکولوں میں missing facilities provide کر رہے ہیں وہاں پر جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع کے اندر لڑکوں کے سکولوں میں بھی یہ facility اسی سال provide کر رہے ہیں۔ اگلے سال باقی ماندہ پنجاب کے بوائز سکولوں میں جہاں پر missing facilities بھی ہیں جو identify ہو چکی ہیں وہ بھی provide کر دی جائیں گی۔ اس سکول کی already ہمیں چار کمروں کی request آ چکی ہے جس کی ہم نے approval دے دی ہوئی ہے اور اسی سال وہ چار کمرے بن جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محترمہ فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کتنے sections میں سائنس کی تعلیم دی جا رہی ہے اور کتنے sections کمپیوٹر سائنس کے لئے مختص کئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ آپ کا نیا سوال بنتا ہے۔ اس سوال میں کمروں کی تعداد پوچھی گئی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ کلاس وار اس میں کتنے sections ہیں اور ہر section میں کتنے طالب علم ہیں؟ میں یہی پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جتنے sections ہیں ان میں سے کتنے سائنس کے sections ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ایوان کو بتا دوں کہ یہاں پر اس سکول کے اندر چھٹی سے لے کر دسویں تک کی کلاسوں کے

sections ہیں، نویں اور دسویں میں چار sections ہیں جن میں ایک section سائنس کے لئے ہے جبکہ کمپیوٹر کی تعلیم بھی نویں اور دسویں کے طلباء کو دی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس اب اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال لیتے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے ایک سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، یہ آخری ضمنی سوال ہوگا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب اور ایجوکیشن منسٹر صاحب کی missing facilities کے حوالے سے ایجوکیشن کی جو سکیمیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے جنوبی پنجاب میں بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ جنوبی پنجاب میں آپ نے 14-2013 کے فنڈز دیئے ہیں ان میں صرف boundary wall, washrooms and gates ہیں جبکہ ایڈیشنل کلاس رومز کی ہمارے علاقے میں شدید ضرورت ہے جس پر آپ نے پابندی لگا دی ہے کہ جنوبی پنجاب میں اس وقت جو کروڑوں روپیہ دیا جا رہا ہے اس سے صرف boundary walls, washrooms and gates بنائے جا رہے ہیں لہذا کمروں کے لئے بھی مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کا ایڈیشنل کلاس رومز بنانے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ میرے معزز ممبر ہیں۔ میں نے ایوان کو بتایا ہے کہ missing facilities چار ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے جب یہاں پر اس ایوان میں بجٹ تقریر کی تھی جس میں missing facilities کا ذکر کیا گیا تھا۔ چار missing facilities میں boundary wall, clean drinking water, washrooms اور electricity تھیں۔ Electricity پر ہم نے ضلع وار ایک assessment کرائی کہ جہاں پر سکول کو بجلی پہنچانے کے لئے کم از کم پانچ سے چھ کھمبوں کی ضرورت ہے جس کا estimate لگایا گیا تو فیصلہ ہوا کہ ہم اس کو سولر پاور پر لے جائیں گے کیونکہ سولر چھ کھمبوں سے سستا بھی پڑتا ہے اور اس کا جو self sustainable model ہے اس کے اوپر اس کی cost بھی minimum ہو جاتی ہے۔ جہاں تک کلاس رومز کی بات ہے تو میں نے ایوان کو ابھی apprise کیا ہے کہ 27 ہزار کلاس رومز کے اوپر باقاعدہ سروے کیا گیا ہے جس کے بعد ہم ان پر اگلے سال کام شروع کر رہے ہیں۔ یہ تین سال کا road map ہے جس میں

پنجاب کے تمام سکولوں میں 27ہزار مزید نئے کلاس رومز provide کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 517 جناب اعجاز خان صاحب نے واپس لے لیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ صوبیہ انور ستّی صاحبہ کا ہے۔۔۔ لیکن موجود نہیں ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 621 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ صوبیہ انور ستّی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تفصیلات

*621: **محترمہ صوبیہ انور ستّی:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے کتنے اور کون کون سے سکولز اپ گریڈ کئے گئے نیز کیا ان سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی میں 79 سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے ایک نئے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جھنڈا ایچی راولپنڈی کی تعمیر کی گئی ہے۔ ان سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	اپ گریڈ سکولوں کی تعداد	نئے سکول	تفصیل
2008-09	32	00	Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2009-10	19	01	Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2010-11	17	00	Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2011-12	05	00	Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2012-13	06	00	Annex-E ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

اس وقت ضلع راولپنڈی کے تمام سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! اس میں جو سوال پوچھا گیا تھا کہ ضلع راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے سکول upgrade ہوئے تھے؟ تفصیل میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ تقریباً 79 کے

قریب سکول upgrade کئے گئے ہیں۔ میرا معزز منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ پانچ سالوں کے دوران جو 79 سکول upgrade کئے گئے ہیں ان میں پورے ضلع راولپنڈی کی تمام چھ تحصیلوں کے سکول موجود ہیں لیکن واہ کینٹ کے اندر 09-2008 میں صرف ایک سکول کو upgrade کیا گیا ہے، اسی طرح پانچ سالوں کے دوران وہاں پر ابھی تک کسی بھی سکول کو upgrade کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی نیا سکول بنایا گیا ہے تو میں جناب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر سکول کو upgrade کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور اگر کی گئی ہے تو انجمن اسلامیہ سکول جس کا تفصیل میں ذکر ہے جس کی بلڈنگ بھی مکمل ہے، آیا وہاں پر تمام تر missing facilities پوری کر دی گئی ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ اس کی نشاندہی کر دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں میرے معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اس میں سکول کی upgradation کا ایک criteria ہے۔ پرائمری سے مڈل ہونا ہے، مڈل سے ہائی ہونا ہے اس لئے سکول کے اندر طلباء کی تعداد، سکول کی capacity اور اساتذہ کی availability یعنی ان تمام چیزوں کو دیکھ کر ہی سکولوں کو upgrade کیا جاتا ہے۔ یہ بڑا شفاف قسم کا process ہوتا ہے اور جس جس سکول کی upgradation کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کا متعلقہ عملہ اور EDO لکھ کر بھیجتا ہے اس حساب سے ہی ان کی upgradation کے عمل کو مکمل کیا جاتا ہے۔ میں واہ کینٹ کے بارے میں check کر لوں گا۔ اگر وہاں سے کوئی تحریری گزارش آئی ہوئی ہے کہ اس کو upgrade کرنا چاہئے تو ہو جائے گا کیونکہ criteria پر جو سکول بھی پورا اترتا ہے اس کا automatic process ہوتا ہے اور اگر بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے تو پھر وہ سکول upgrade ہوتے جاتے ہیں۔ ہم خود یہ feel کر رہے ہیں کہ اس وقت ہم نے سکول سیکٹر کے اندر جو reforms شروع کی ہیں، جو missing facilities کو پورا کر رہے ہیں، جو retention کے لئے اقدامات کر رہے ہیں اور اساتذہ کی ٹریننگ کروا کر ان کا معیار بہتر کر رہے ہیں تو ان سکولوں کے اندر اب انشاء اللہ تعالیٰ بچوں کا زیادہ influx ہوگا۔ جب influx ہوگا تو پھر جس جس سکول کی طرف سے ہمیں up gradation کی application آئے گی اس کو ہم بالکل فوری طور پر upgrade کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اگر کوئی سکول criteria پر پورا اترتے ہیں تو ان کی نشاندہی کر دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے ایک گزارش یہ ہے کہ ان کا criteria بالکل اسی طریقے سے ہے کہ جہاں پر پرائمری سکول یا مڈل سکول کی requirement ہوتی ہے اس کے بعد ہی اس کو upgrade کیا جاتا ہے لیکن میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے صرف EDOs کے اوپر ان سکولوں کو نہ چھوڑا جائے کیونکہ EDOs ضلع راولپنڈی میں بیٹھتے ہیں جبکہ وہاں کی چھ تحصیلیں ہیں وہ کس کس کی نشاندہی کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اگر کہیں بچوں کی strength زیادہ ہے تو آپ ان سکولوں کی نشاندہی کر دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! منتخب نمائندوں کی بھی سفارشات ہوتی ہیں لیکن نہیں مانی جاتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹر صاحب کو بتائیں۔ اگر کوئی سکول رہ گیا ہے تو بتادیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! وہاں پر بہت سے ایسے سکول ہیں جو پانچ سالوں کے دوران upgrade نہیں ہوئے بلکہ وہاں پر نئے سکولوں کی ضرورت ہے۔ اگر جناب مناسب سمجھیں تو میں ان کے notice میں لے آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ان کے notice میں بالکل لے کر آئیں۔ اگر کوئی سکول رہ گیا ہے تو منسٹر صاحب اس کو بالکل take up کریں گے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک سوال کرنا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک اہم ضمنی سوال ہے۔ ویسے بھی یہ دوسرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آپس میں ہی طے کر لیں کہ کون سوال کرنا چاہتا ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جواب دیا گیا ہے کہ "اس وقت ضلع راولپنڈی کے تمام سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں" رانا صاحب نے بہت ساری خصوصیات اور بہت سارے منصوبے گنوائے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ کون سی دنیا میں ہو رہا ہے کیونکہ onground ایسے کوئی معاملات نہیں ہیں جو یہ بتا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال کر لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا یہ confirm کرتے ہیں کہ واقعی ضلع راولپنڈی کے تمام سکولوں کی عمارتیں with all facilities complete ہیں جیسا کہ جواب میں دیا گیا ہے؟ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ کیا ساری عمارتیں تمام facilities کے ساتھ complete ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کر رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے خود بھی راولپنڈی کا visit کیا ہے بلکہ میں تمام اضلاع کے visits پر جاتا ہوں۔ میں ایوان میں بڑا openly کہتا ہوں کہ اگر آپ کو کسی ایسی چیز کا پتا ہے اور یہ بھی پتا ہے کہ محکمے کی طرف سے کوئی غلط جواب آیا ہے تو بالکل آپ ہمارے notice میں لے کر آئیں تو ہم نہ صرف محکمے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کریں گے بلکہ اس issue کو resolve بھی کرائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کی رائے کا اتنا ہی احترام ہے جتنا حکومتی بنچوں کے ممبران کا ہے۔ آپ جہاں بھی سمجھتے ہیں تو ہم اس پر عمل کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے بھی سوال کرنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سوال آپ کی طرف سے ہو گیا ہے۔ اب احمد خان صاحب سوال کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سکولوں کی upgradation کا criteria منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کا فلاں criteria ہے۔ کیا اس میں کہیں discretion involved ہے کہ who is empowered? اگر automatic ایک process اور mechanism available ہے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر discretion ہے تو criteria کو discretion کھا جاتی ہے۔ کیا منسٹر صاحب اس حوالے سے بتائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ احمد خان صاحب کو تھوڑا سا criteria بیان کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! 2009 کے اندر ایک criteria بنایا گیا ہے اور اسی criteria کو follow کیا جا رہا ہے۔ سکول جب پرائمری سے مڈل کرنا ہوتا ہے تو لڑکوں کے سکول کے لئے پچیس مرلہ جگہ ہونی چاہئے، enrollment کم از کم سو بچوں کی ہوتی ہے، کلاس چار اور پانچویں میں ٹوٹل enrollment بیس طلباء کی ہوتی ہے۔ یہ criteria اگر پورا کریں تو بوائز سکول کو پرائمری سے مڈل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کے لئے بیس مرلہ کی جگہ required ہے، اسّی طالبات instead of سو طلباء اور پندرہ طالبات instead of بیس طلباء ہیں اور یہ criteria پرائمری سے مڈل کے لئے ہے۔ اسی طرح بوائز مڈل سے ہائی سکول کے لئے ایریا سات مرلے، 200 طلباء اور ساتویں آٹھویں کلاس میں انرولمنٹ 40 طلباء چاہئیں۔ اسی طرح لڑکیوں کے اندر 60 instead of Marla's 40 Marla اور 150 students چاہئیں instead of 200 students اور اس کے لئے ساتویں آٹھویں کلاس کے لئے 30 students چاہئیں۔ اس کے بعد جب ہائی سے ہائر سیکنڈری کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر، مرکز ہیڈ کوارٹر اس کا فیصلہ کرتا ہے کہ کسی سکول کو ہائی سے ہائر سیکنڈری کرنا ہے۔ اس کے اندر یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہاں پر no college or higher secondary school ہے وہ radius of 10 kilometer کے اندر تو exist نہیں کر رہا، اس کے لئے کم از کم رقبہ 16 کنال ہے اور یہ اس کا criteria رکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بات یہ ہے کہ میرے پاس اس ایجنڈے میں اور ممبران کے سوالات بھی ہیں جو کہ میرے پاس چیمبر میں آتے ہیں کیونکہ انہوں نے بھی محنت کی ہوئی ہے۔ ایک چیز طے کی ہوئی ہے کہ ایک سوال پر تین ضمنی سوال کریں گے تو یہ پانچویں ضمنی سوال کی آپ کو permission دی۔

جناب محمد عارف عباسی: نہیں، جناب سپیکر! پانچ ضمنی سوال نہیں ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں۔ جی، فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: میں اپنے اس سوال کی طرف جانے سے پہلے آپ کی توجہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، محترمہ! آپ سوال پر آ جائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں میرا سوال pending ہوا تھا۔ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا تھا تو میں نے ان سے request کی تھی کہ اپنے جواب کو verify کر لیں کیونکہ وہ جواب صحیح نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ اس Question Hour کے بعد دیکھ لیں گے۔ آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! Question Hour کے بعد تو سوال نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کوئی مسئلہ نہیں ہے کر لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایجوکیٹرز کو ریگولر کرنے کے حوالے سے سوال تھا اور منسٹر صاحب کا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ سوال کریں۔ اس کے بعد منسٹر صاحب سے پوچھ لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے Question Hour کے اندر جواب چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ اسی کے اندر ہی وہ جواب دیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! چار ماہ ہو گئے ہیں لیکن مجھے اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے اس پر کوئی بات نہیں کرنی؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے اس پر بھی بات کرنی ہے لیکن میں پہلے اپنے سابق سوال کے متعلق جواب لینا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی اسی میں بات کر لیں۔ جو میرے پاس ایجنڈا ہے آپ اس پر بات کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ بھی آپ ہی نے کہا تھا کہ منسٹر صاحب جواب ایوان کے اندر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ بالکل اس کا جواب دیں گے یہی میں نے آپ سے بات کی ہے۔ یہ تو نہیں کہا کہ جواب نہیں دیں گے۔ آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اس سوال کا جواب مجھے اگر ابھی اس سوال کے بعد دے دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ بہتر ہو گا۔ میرے سوال کا نمبر 649 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: دی لیڈز سکول سسٹم کی رجسٹریشن و دیگر تفصیلات

*649: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا دی لیڈز سکول سسٹم افضال پارک ہربنس پورہ لاہور کینٹ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے آرڈر دیا ہے کہ جہاں دو حقیقی بہن بھائی پڑھتے ہوں گے ان میں سے ایک کی فیس معاف ہو گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سکول اس آرڈر پر عمل نہیں کر رہا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کے خلاف تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) دی لیڈز سکول سسٹم افضال پارک ہربنس پورہ لاہور کینٹ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ہائی کورٹ کی جانب سے ایسا کوئی آرڈر موصول نہ ہوا ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(د) مذکورہ بالا سکول کے متعلق تحقیق کی گئی ہے۔ سکول ہذا کو نوٹس نمبری 454/Reg مورخہ 13-06-17 کو بھیجا گیا تھا اور سیکنڈ نوٹس نمبری 512/Reg مورخہ 13-07-03 کو بھیجا گیا۔ نوٹس کی کاپیاں (Annex-A+B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ سکول ہذا نے نوٹس پر عملدرآمد کرتے ہوئے سکول رجسٹرڈ کروانے کے لئے متعلقہ حکام کو درخواست مورخہ 2013-08-01 کو جمع کروادی ہے۔ کاپی Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور گورنمنٹ کے خزانہ میں سکول رجسٹریشن فیس بھی مبلغ بارہ ہزار روپے بذریعہ چالان فارم مورخہ 2013-08-01 کو جمع کروا دی ہے۔ چالان کی کاپی

Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اب سکول رجسٹریشن کے لئے under process ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اس کے جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ سکول بے شک سرکاری ہے لیکن رجسٹرڈ نہیں ہے تو میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ یہ سکول کب سے رجسٹرڈ نہیں ہے اور اسے بنے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور اس کی رجسٹریشن کیوں نہیں ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ سکول ہے گورنمنٹ کا نہیں ہے اور پرائیویٹ سکولز نے اپنے آپ کو رجسٹرڈ کروانا ہوتا ہے۔ یہ سوال 13-6-24 کو آیا تھا اور اس کا جواب 13-08-26 کو آیا تھا۔اگر آپ اس کے جز(د) کو پڑھیں تو اس میں ہے کہ نوٹس بھیجا گیا تھا جس پر عمل کرتے ہوئے سکول نے رجسٹرڈ کروانے کے لئے محکمہ سے رجوع کیا تھا۔اس کے مطابق پھر انہوں نے چالان بھی جمع کروا دیا تھا اور اب یہ سکول رجسٹرڈ ہو چکا ہوا ہے اور latest جو ہے کہ یہ رجسٹرڈ ہے۔ چونکہ یہ پرائیویٹ سکول ہے اور جو پرائیویٹ سکولز رجسٹرڈ ہوتے ہیں یہ اس کی مد میں آتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی سکولز ہیں اگر ان کے اندر ایک سے زیادہ بچے، کسی فیملی کے دو یا تین بچے پڑھتے ہوں تو ہائی کورٹ کی طرف سے بھی orders ہیں کہ ان کی فیس میں رعایت دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ ویسے بھی حکومت relax کرتی ہے تو کیا اس سکول میں اس پر کوئی implement ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے ہر سکول کی اپنی پالیسی ہوتی ہے اور گورنمنٹ کے پبلک سکولز میں تو free and compulsory تعلیم دینے کے حوالے سے حکومت committed ہے اور وہ ہم provide بھی کر رہے ہیں، پرائیویٹ سکولز کے حوالے سے ایک بل پر اس وقت deliberations ہو رہی ہیں اور وہ بل حکومت کی طرف سے تیار ہو چکا ہے لیکن ہم اس کے اندر یہ چاہ رہے ہیں کہ تمام stakeholders کی input لیں۔ ہم نے اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی تھی جس نے کام بھی شروع کیا تھا اور پرائیویٹ سکولز کے تمام stakeholders کو بلایا گیا تھا جس میں بڑی بڑی chains کے مالکان بھی ہیں، بڑے بڑے prominent پرنسپل بھی تھے اور اسی طرح

پرائیویٹ سکولز کی بنی ہوئی مختلف تنظیموں کو بھی بلایا گیا تھا اور ان سب کو بلا کر اس پر ایک working کی گئی ہے جس کے نتیجے میں آنے والے input کو ہم بہت جلد ایوان کے سامنے لے کر آئیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہوں گی کہ پرائیویٹ سکولز کے لئے 1984 میں ایک قانون بنا تھا کہ ان کی فیس پانچ سو روپے سے زائد نہیں ہو گی تو کیا حکومت کے نوٹس میں ہے کہ پرائیویٹ سکولز جن کی فیسیں ہزاروں میں ہیں بلکہ لاکھوں روپے میں پہنچ رہی ہیں تو اگر ایک ایکٹ منظور ہو کر قانون بنا ہوا ہے تو پھر پرائیویٹ سکولز کس اتھارٹی کے تحت اتنی فیسیں وصول کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! 1984 میں اتنی فیس مقرر کی گئی تھی لیکن اب اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! 1984 میں جب Punjab Private Education Promotion and Regulation Ordinance 1984 بل بنایا تھا تو اس کے اندر بالکل پانچ سو روپے فیس رکھی گئی تھی لیکن اس کے بعد پرائیویٹ سکولز نے رٹ پٹیشن ہائی کورٹ میں دائر کر دی تو ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ آپ فیس کا تعین نہیں کر سکتے اور یہ سکولز نے اپنے اپنے حساب سے خود کرنی ہے۔ اس کے بعد سے ان کی فیس پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں رہ گیا تھا۔ اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ان پرائیویٹ سکولز کو بھی ایک اتھارٹی کے تحت لایا جائے اور حکومت فیصلہ کرے کہ کون سا سکول کتنی فیس لے سکتا ہے۔ میں نے ابھی پہلے بتایا ہے کہ پرائیویٹ سکولز کے حوالے سے ایک بل پر ہم نے جو کام کیا ہے تو اس کے اندر ہم نے categories بنا دی ہیں کہ کون سا سکول کس category میں fall کرتا ہے، کتنا رقبہ ہونا چاہئے categories A,B,C,D کہ کون سے سکول کا کتنا رقبہ ہے، اس کے اندر وہ کیا سہولیات دے رہے ہیں اور وہ کیا پڑھا رہے ہیں؟ اس حوالے سے جو بل propose کیا گیا ہے تو اس میں ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلی دفعہ corporate social responsibly ان سکولوں کو جو اتنا کماتے ہیں، اس کے اندر حکومت پہلی دفعہ پابند کر رہی ہے کہ یہ کوٹا رکھیں گے کہ بچوں کو تعلیم بھی free دیں گے اور فیس کا structure بھی حکومت کی منظوری کے بغیر اپنے سکولوں میں لاگو نہیں کر سکیں۔ اس پر ایک ریگولیٹری اتھارٹی بھی propose کی گئی ہے۔ جب یہ بل ایوان کے سامنے آئے گا اور اس پر debate ہو گی تو یہ ساری چیزیں ایوان کی امانت بنیں گی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے آپ کو سوال بھیجا تھا تو اس کے بارے میں۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ dispose of ہو گیا تھا۔
محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ نے خود اس پر order دیا تھا کہ وزیر موصوف بتائیں کیونکہ میں اس کے جواب سے مطمئن نہیں تھی اور آپ نے کہا تھا کہ منسٹر صاحب اسے investigate کریں گے۔
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر چار ضمنی سوال پہلے ہی کئے جا چکے ہیں اور آپ مجھے بتائیں کہ یہ ایجنڈا ہے جس میں باقی ممبران کے بھی سوالات ہیں تو میں اسے کہاں لے کر جاؤں؟ میرے پاس ممبران آتے ہیں کہ ہمارے سوالات کی باری نہیں آتی۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ خود ہی گزارش کرتے ہیں اور خود ہی اس کی violation کرتے ہیں۔
محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایجوکیٹرز کے ریگولر ہونے کے متعلق سوال تھا جو کہ اتنا اہم ہے کہ اسے dispose of کرنے کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آئی۔ ایک تو محکمہ منسٹر صاحب کو غلط جواب دے رہا ہے جبکہ منسٹر صاحب ایوان کے اندر صحیح جواب دینے کے responsible ہیں لیکن میرے پاس وہ غلط جواب آیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ جواب پڑھ لیں۔

(اس مرحلہ پر جواب کی کاپی معزز ممبر محترمہ فائزہ احمد ملک کو بھجوائی گئی)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اسے پڑھ کر کیا کروں گی؟
جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!
وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محترمہ اگر جواب پڑھیں تو میں نے یہی کہا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کہیں پر ایجوکیٹرز کو ریگولر نہیں کیا گیا تو آپ اس کی نشاندہی کریں۔ جب

ہم نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ ہم نے ریگولر کرنا ہے اور اس کے بعد ہم نے ریگولر کئے بھی ہیں۔ اگر کہیں پر رہ گئے ہیں جو پیچھے بھرتی ہوئے تھے تو آپ point out کریں ہم انہیں ریگولر کریں گے۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! بہاولنگر میں ایجوکیٹرز کو ریگولر نہیں کیا گیا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سرگودھا کے اندر بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز ریگولر نہیں ہوئے۔ اگر صوبہ پنجاب کے اندر بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کہیں پر بھی ریگولر ہوئے ہیں تو مجھے اس کی کاپی دکھادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس معزز ایوان کو میں نے اس وقت بھی بتایا تھا کہ ایجوکیٹرز کی دو مراحل میں بھرتی ہوئی تھی۔ پہلے مرحلہ میں بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کو ریگولر کر دیا تھا دوسرے، ایک certain period گزارنا ہوتا ہے، جب آپ نوکری کے اندر آتے ہیں تو ایک probation period ہوتا ہے جس کے اندر آپ کی کارکردگی کو دیکھا اور assess کیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس قابل ہیں تو پھر آپ کو ریگولر کیا جاتا ہے اور اگر آپ کی کارکردگی اس قابل نہیں ہے، اور اس دفعہ پہلی بار ہوا ہے کہ ہم ان ایجوکیٹرز اور اساتذہ کے ٹیسٹ لے رہے ہیں، اگر مستقل ہونا ہے یا آگے ترقی ہونی ہے تو وہ آپ کی کارکردگی کی بنیاد پر ہونی ہے۔ ہم نے ایک نیا سسٹم متعارف کرایا ہے جس کے تحت جو بھی اس criteria پر پورا اترتا جائے گا وہ ریگولر ہوتا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس کا تفصیل کے ساتھ جواب آگیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ ایک نیا سوال کر دیں یا تحریک استحقاق لے آئیں۔ اس پر پھر بات کریں گے۔ اگر محکمہ نے غلط جواب دیا ہے تو آپ تحریک استحقاق لائیں۔ اس پر بات کریں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بجٹ 2012 میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ تمام سکول جن میں لاہور گرائمر، ایچی سن، لیڈز یا بڑے بڑے جتنے سکولز ہیں ان میں دس فیصد مستحق طلباء کو مفت داخلہ اور

تعلیم دی جائے گی۔ 2012 کے بجٹ کی speechنکال لیں جس کے اندر پیرا 17 یا 18 ہے تو میری عرض ہے کہ آج منسٹر صاحب صرف یہ بتادیں کہ کسی ایک پرائیویٹ سکول کو حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ تم اتنے بچے داخل کرو۔ ایک پرائیویٹ سکول اس وقت پہلی کلاس کے ایک بچے سے اوسطاً اڑھائی لاکھ روپے لے رہا ہے۔ والدین بے بس ہیں، 1984 کا جو پرائیویٹ سکول ایکٹ ہے جس کا ابھی منسٹر صاحب ذکر کر رہے تھے، اس پر کمیٹی بنی تو اس کی صرف ایک میٹنگ ہوئی، stakeholdersوہ نہیں ہیں بلکہ stakeholders parentsہیں۔

جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ کیا 2012 کے بجٹ میں جو کہا گیا تھا اُس میں سے کسی بھی سکول نے ایک مستحق بچے کو admissionدیا؟ حکومت نے کہا تھا کہ یہ ہم کریں گے۔ 2012 کا بجٹ نکال کر دیکھ لیں اُس میں یہ کہا گیا تھا اور میں ابھی Constitution کے 25a کی طرف نہیں آرہا کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ اُس پر مجھے ابھی اجازت نہیں دیں گے میں صرف اس سوال پر ہوں۔ منسٹر صاحب یقیناً محنت کر رہے ہوں گے کہ 2012 میں جو حکومت پنجاب کے بجٹ Finance Bill جو کہ بہت بڑی چیز ہے اُس میں کہا گیا تھا کہ 10 فیصد بچوں کو ہم داخلہ دیں گے Aitchison، Lahore Grammar اور top schools میں، کیا کسی ایک بچے کو داخلہ دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس پر کوئی implementsکیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلے میری شیخ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ Question Hours میں ضمنی سوال ہی پوچھا کریں۔ وہ تحریک التوائے کار اور اس کو mixedکر کے تقریر کر رہے ہیں اس کی ضرورت نہیں تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود فیصلہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب اس کا جواب آنے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جواب ٹھیک نہ ہو تو تقریر ہی کرنا پڑتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے ایک سوال کے چار ضمنی سوالات کئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک جناب سپیکر! ہر دفعہ میرا ہی سوال۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، جو میرے پاس agendaموجود ہے اس میں آپ کا سوال تھا میں نے آپ کو پورا موقع دیا۔ محترمہ آپ نے چار ضمنی سوالات کئے ہیں۔ آپ کے سوال نمبر 649 کے against

اگر آپ اُس سے ہٹ کر کوئی اور بات کریں تو میں اس پر آپ کو اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ آپ نے چار ضمنی سوالات کئے ہیں پانچواں بھی اگر آپ اس سوال سے relate کرتیں تو میں آپ کو اجازت دیتا۔ اب آپ اس کا جواب لے لیں۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلے تو محترمہ ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں، ماشاء اللہ 2002 کی اپوزیشن میں ان کا بڑا فعال کردار رہا ہے میں ان کی بہت respect کرتا ہوں اور اگر انہیں کوئی issue ہے تو میں نے on the floor of the house کہا ہے کہ identify کریں، جہاں پر ریگولر نہیں ہوئے ہیں، جہاں پر criteria کو violate کیا گیا ہے، میں بالکل ان کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور ہم اس چیز کو rectify کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو شیخ صاحب نے کی ہے اور انہوں نے بڑا valid point raise کیا ہے، بالکل 2012 کے اندر ایک فیصلہ ہوا تھا کہ یہ جتنی بھی بڑی chain ہے ان کو corporate social responsibility کے اندر یہ 10 فیصد جو student ہیں ان کو یہ free of cost تعلیم بھی دلوائیں گے اور ان کے لئے اپنے سکول میں گنجائش بھی پیدا کریں گے لیکن جب ہماری ان کے ساتھ meetings ہوئیں تو ان کے number of issues تھے کیونکہ اس وقت جب ہم fee structure کو categories کے مطابق بنانے جا رہے ہیں تو ان کا یہ مؤقف تھا کہ جب ہم کام complete کر لیں، وہ ہمارے ساتھ موجود تھے پہلی بات تو یہ ہے کہ اُن کی ایک resistance تھی کہ جب آپ یہ structure بنا رہے ہیں اس کے مطابق آپ ہماری corporate social responsibility میں بھی جو ہمیں کہیں گے ہم کرنے کو تیار ہیں لیکن حکومت cleared ہو جائے کہ وہ کرنا کیا چاہتی ہے؟ تو اس وقت جو Private Schools Bill ہے اُس پر ہماری working complete ہو چکی ہے اب اس working کو جو Bill propose ہے ہم ایوان میں لے کر آ رہے ہیں جب وہ ایوان میں آئے گا تو اس پر debates بھی ہوں گی اور اس کے اندر جو amendments لے کر آنا چاہتے ہیں جو ہمارے معزز ممبر ہیں وہ بتائیں گے۔ جو parents کی بات کی اور جو تمام basic stakeholders ہیں ان کو شامل کر کے ایک Private School Regularity Authority بھی اس میں propose کی جا رہی ہے جس کے تحت ان تمام چیزوں کا احاطہ کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے لیکن stakeholders صرف parents ہیں سکولوں کی انتظامیہ نہیں، یہ مان لیں وہ تو لوٹ رہے ہیں اور وہ stakeholders کیسے ہیں؟

جناب سپیکر! دوسری بات جب بجٹ میں حکومت نے کہہ دیا ہم یہ کریں گے تو اس کے بعد stakeholders کو بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ Implement کریں آپ law دیکھ لیں implement کریں جب ہم duty announce کرتے ہیں، جب environment کے اوپر ہم بلاتے ہیں، میری بات سنیں آپ کے گھر کے قریب خدا نہ کرے ایک bridge بننے لگا ہے environment والے under the law 1997 کے تحت پبلک کو بلائیں گے کہ آپ stakeholders ہیں، سکول والے stakeholders نہیں ہیں منسٹر صاحب کو پتا ہے اور مجھے انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میرا آپ کو جواب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر Bill آ رہا ہے امید ہے کہ اس دفعہ اس پر implement کروائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: Stakeholders صرف parents کو مانیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر ! سوال نمبر 654 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ملیار کے مسائل کی تفصیلات

*654: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ملیار میں کتنی ٹیچرز کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول میں طالبات کی تعداد کے مطابق ٹیچر کی تعداد کم ہے؟

(ج) مذکورہ سکول میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی کب سے خالی ہیں نیز یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں اساتذہ اور طالبعلموں کے لئے فرنیچر نہ ہے، کیا حکومت فرنیچر دینے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول ملیار میں کل چار ٹیچرز کام کر رہی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ ٹیچرز کی تعداد طالبات کی تعداد کے مطابق ہے۔

(ج) سکول ہذا میں درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔ البتہ چار اسامیاں برائے اساتذہ منظور شدہ ہیں جو کہ پُر ہیں۔ کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول میں اساتذہ اور طالب علموں کے لئے فرنیچر موجود ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے Government Girls Primary School کے بارے میں سوال کیا تھا جس کے جواب کے جز (ب) میں لکھا ہے teacher کی تعداد طالبات کی تعداد کے مطابق ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر ایک primary school کی extra classes nursery وغیرہ کو نہ بھی ملائیں تو بھی پانچ classes تو بنتی ہیں جبکہ یہاں teachers کی جو تعداد ہے وہ صرف چار بتائی گئی ہے تو ذرا بتادیں کہ سکول میں جو طالبات ہیں اور teachers کی تعداد کیسے برابر ہو گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس سکول کے اندر بچوں کی total تعداد 93 ہے اب دنیا کے اندر جو best practices چلتی ہیں اُن کے اندر 20 کی Ratio جو ہے 291 کی ہوتی ہے، یہاں پر اگر آپ اس کو دیکھیں تو یہاں پر 25 اور 21 کی ratio آرہی ہے بلکہ یہ 1-23 کی Ratio آرہی ہے تو چونکہ یہ ایک criteria ہے جس کے مطابق teachers کو رکھا جاتا ہے۔ 93 بچوں کے لئے چار teachers ہیں جو کہ تعداد کے مطابق ہیں اب جب اس کے اندر expansion کی، بچوں کی تعداد کے اندر جب اضافہ ہو گا اس کے حساب سے teachers کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بالکل منسٹر صاحب نے ٹھیک بات کہی، پانچ کلاسوں سے ہی میں رکھوں گی اس میں nursery اور prep کی طرف میں نہیں لے کر جاتی اس کا مطلب ہے ایک کلاس کے پاس class teacher موجود نہیں چار کو تو وہ entertain کر رہے ہیں جبکہ جز (ج) میرا سوال

تھا کہ درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامی کوئی ہے تو ڈیپارٹمنٹ اس کا جواب دیتا ہے کہ درجہ چہارم کی کوئی اسامی وہاں پر موجود نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ سکول کی صفائی ستھرائی کے لئے بچوں کو استعمال کیا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محترمہ کا concern مجھے بہت نظر آ رہا ہے یہ کل visit کریں اور visit کر کے بتائیں سکول کے اندر جو problems ہیں یہ Treasury Bench کی نمائندگی کرتی ہیں یہ ہمیں بتائیں ہم اس کو دور کریں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں ابھی بتا دیتی ہوں میں نے اس پر research کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتا دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جو furniture ہے وہ بھی صرف دو class rooms کے لئے موجود ہے اور باقی تین classes کے بچے اپنے گھر سے خود کوئی چادر یا کوئی ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور وہاں سکول کے اندر بیٹھ رہے ہیں۔ سکول کے اندر درجہ چہارم کی کوئی اسامی نہیں ہے، بچے صفائی ستھرائی خود سے کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے اس سکول کو visit بھی کر لیا ہے تو اس کو personally دیکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب! ہمیشہ سکولوں اور ٹیچروں کی کمی کو justify کرنے کے لئے best practices کی آڑ لے کر بات کرتے ہیں۔ 29 students per class یعنی جو کلاس ہوتی ہے اگر وہ students 29 سے بڑھ جاتی ہے تو پھر اس کا ایک اور سیکشن بنایا جاتا ہے تاکہ ایک ٹیچر کے پاس اس مقررہ تعداد سے زیادہ بچے نہ ہوں۔ وہ اس لئے نہیں ہے کہ کلاسیں پانچ ہوں اور ٹیچر چار ہوں۔ اگر ایک کلاس میں ایک ٹیچر بھی ہوگا، آپ کو یاد ہوگا کہ جی سی یونیورسٹی آف لاہور نے ایک سٹوڈنٹ کو پڑھانے کے لئے ایک لیکچرار جو اس وقت پروفیسر تھے وہ باہر سے ہائیر کئے تھے۔ یہ جس چیز کی آڑ لے کر اس بات کو justify کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ اس کا عنصر نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال کر دیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ 29 students per teacher کا جو حوالہ دے رہے ہیں یہ اس کا سیکشن بنانے کے لئے ہے، یہ کلاسوں کے حوالے سے نہیں ہے کہ کلاسیں جتنی مرضی ہوں آپ اس کو multiply یا تقسیم کر کے ٹیچر رکھیں، یہ ایسا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ان کی suggestion ہے۔

جناب امجد علی جاوید: یہ suggestion نہیں بلکہ دنیا کا قانون ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ forum ایسا ہے کہ جس جگہ کوتاہیاں اور کمیاں ہیں ان کی بالکل نشاندہی ہونی چاہئے لیکن تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ اس حکومت کا vision ہے، اسی حکومت نے اسّی ہزار سے زیادہ educators پچھلے دور میں بھرتی کئے اور اس وقت تیس ہزار educators کی مزید بھرتی ہو رہی ہے۔ جن جن سکولوں کے اندر کمیاں ہیں ان کو پورا کیا جائے گا لیکن یہ نشاندہی سکول کونسل، وہاں کا متعلقہ عملہ اور جو سٹاف ہے وہ کرتا ہے لیکن یہاں پر آج تک اس طرح کی کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔ اگر کوئی چیز ہے تو میں نے محترمہ کو offer کی ہے، انہوں نے تو یہاں سے بیٹھ کر research کی ہے، یہ جا کر بالکل visit کریں۔ ہمیں اپنے سکولوں کو visit کر کے ان میں جو جو problems ہیں ان کو identify کرنا چاہئے۔ ہمارے پاس جو فنڈز ہیں ان میں سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ ہم بالکل کر کے دیں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آخری ضمنی سوال ہے، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ابھی درجہ چہارم کی جو بات ہو رہی ہے۔ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا میرا خیال ہے کہ وہ ہم لوگوں کو تو seriously لیتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے میری بہن کو کہا ہے کہ یہ چل کر visit کر لیں، میں تو ہوں ہی اُس area کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے visit کیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جی، جناب! وہ میرا area ہے۔ اُن کے پیچھے ایوان کے معزز ممبر نذر حسین گوندل صاحب بیٹھے ہیں اُن کا بھی یہ area ہے اور میرا بھی area ہے۔ محترمہ نے جو بات کی ہے وہ hundred

percent correct ہے وہاں پر ایک سکول نہیں بلکہ کتنے ہی سکول ہیں جن میں بچے خود صفائی کرتے ہیں۔ یہ اس بات کو serious لے لیں۔ کوئی بات نہیں ہم بھی انسان ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ serious لے رہے ہیں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: لیکن اب میرا خیال ہے کہ وہ اس بات کو serious نہیں لے رہے ہیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، serious لے رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! دوسرا میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے ساتھ ہی ایک گاؤں "ننگت" ہے۔ وہاں پر ایک ہائی سکول ہے، اس کے درمیان میں راستہ آتا ہے وہاں پر جنگلات ہیں جہاں سے کوئی بچی گزر کر جانے کو تیار نہیں ہے اور وہاں راستہ بھی نہیں ہے۔ میں ان سے kindly یہ پوچھوں گی کیا یہ اس سکول کو upgrade کرنے کے لئے سوچ رہے ہیں؟ انہیں practical ہو کر دیکھنا چاہئے کہ اگر بچیاں سکولوں میں نہیں جائیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔ منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں انہیں خود لے جاؤں گی۔ ان کے پیچھے نذر حسین گوندل صاحب بیٹھے ہیں وہ انہیں لے جائیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! [******] انہوں نے جو بات کی ہے اس کے اوپر جو rooms کہیں گے وہ میں بنوا کر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کا کچھ کریں۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ ان کے نوٹس میں آگیا ہے، آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔ میاں طاہر صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 691 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔69 میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے فراہم کئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*691: میاں طاہر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے مالی سال13۔2012اور 12۔2011 کے دوران کتنی رقم کس کس سکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے فراہم کی گئی، ان سکولوں کے نام بتائیں؟

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر887الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(ب) ان میں سے کس کس سکول کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور کس کی عمارت زیر تعمیر ہے؟

(ج) کیا ان سکولوں کی عمارت کی تعمیر کی تصدیق کسی تھرڈ پارٹی سے کروائی گئی ہے؟

(د) کس کس سکول کی عمارت میں ناقص میٹریل کے استعمال کی نشاندہی ہوئی ہے؟

(ہ) ان عمارات کی ناقص تعمیر کے ذمہ داران کون کون ہیں اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے مالی سال12–2011 کے دوران فراہم کی گئی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے تاہم مالی سال13–2012 کے دوران مذکورہ حلقہ میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔

نام سکیم	فراہم کردہ فنڈ	کل خرچ	کام کی تفصیل
اسٹیبلشمنٹ آف گورنمنٹ گرلز مڈل ہائر سیکنڈری سکول علامہ اقبال کالونی فیصل آباد سال12–2011	75لاکھ روپے	75 لاکھ روپے	6عدد کلاس روم ڈبل سٹوری فاؤنڈیشن کام مکمل ہو چکا ہے۔
ایم سی بوائز ایلیمنٹری سکول ملت کالونی فیصل آباد میں06 کمرہ جات 1 عدد ٹائلٹ بلاک کی تعمیر سال12–2011	65لاکھ روپے	65لاکھ روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) دونوں سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔

(ج) محکمہ بلڈنگ EDO(Work & Services) فیصل آباد سے ان سکولوں کی تعمیر کروائی گئی ہے۔ بلڈنگ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو handover ہو گئی ہے۔ تاہم بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے کسی تھرڈ پارٹی سے تعمیر کی تصدیق نہ کروائی ہے۔

(د) متعلقہ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق کسی قسم کے ناقص مٹیریل کے استعمال کی نشاندہی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) جواب جز(د) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ مالی سال 13-2012 کے دوران سکولوں کی عمارتوں کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں جبکہ میں نے اس ایوان میں آتے ہی منسٹر صاحب کو سکولوں کے نام لکھ کر دیئے تھے جو missing facilities میں بھی آتے تھے۔ وہاں پر میرے حلقہ میں بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، ان کے پاس تو بیٹھنے کے لئے چھت بھی نہیں ہے۔ میں آپ کو کئی ایسے سکول visit کروا سکتا ہوں جن کی چار دیواری تک نہیں ہے۔ اس کے بعد جو میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ third party سے تصدیق نہ کروائی گئی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے وضاحت طلب کروں گا کہ کیا کوئی amount fix کی جاتی ہے جس کی third party تصدیق کرتی ہے یا کرپشن کی نشاندہی کرتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سکول کی بلڈنگ بنانے کا کام محکمہ ہاؤسنگ کرتا ہے یہ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ خود نہیں کرتا۔ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ایک طرح سے خود evaluate کر رہا ہوتا ہے کہ محکمہ جو کام کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں ہے؟ ہم نے missing facilities کے حوالے سے اتنے زیادہ پیسے رکھے ہیں اور اب ہمارا جو سسٹم ہے اس میں ہم third party evaluation کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح یہ چار tiers کے اندر اس کی چیکنگ ہو گی۔ جو دونوں سکول مکمل ہوئے ہیں ان میں ناقص مٹیریل کے حوالے سے کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔ اس کے اوپر ای ڈی او (ایجوکیشن)، ای ڈی او (ورکس) نے کام کیا اور اس کو متعلقہ ڈی سی او monitor کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر already evaluation ایک level پر نہیں بلکہ تین levels پر ہو رہی ہوتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جن کا سوال ہے وہ پیچھے کھڑے ہیں۔ آپ ان سے اجازت لے لیں، میں ان کو بٹھا دیتا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! شیخ صاحب کو بھی ایک سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب! پہلے آپ سوال کر لیں پھر آپ کے بعد ان کو موقع دے دوں گا۔ اگر شیخ صاحب کے بعد آپ نے سوال کرنا ہے تو پھر۔۔۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے تو سوال کرنا ہے کیونکہ یہ میرا سوال ہے۔ میں نے اتنی محنت کی ہے اور اب یہ سوال آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ابھی انہوں نے کہا کہ ای ڈی او ایجوکیشن اور ای ڈی او ورکس اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ آپ اگر اپنے گھر کی بلڈنگ بناتے ہیں تو اس کو پچاس سال تک کچھ نہیں ہوتا لیکن جب آپ سکول میں جاتے ہیں، میں ابھی بھی اپنے حلقہ میں دو سکولوں کی نشاندہی کر سکتا ہوں جن کی چار سال پہلے بلڈنگ بنائی گئی تھی اور اب وہ گرنے کے لئے تیار کھڑی ہیں۔ وہاں پر بچے کلاس روم کے اندر نہیں بیٹھ سکتے۔ میں نے چھ سکولوں کے نام on the floor of the House کھڑے ہو کر منسٹر صاحب کو note کروائے تھے لیکن آج تک ان پر ایکشن نہیں لیا گیا۔ آج تک وہاں کسی نے جا کر visit کرنا پسند نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے تقدس کو پامال نہ کیا جائے بلکہ جب بھی کوئی معزز ممبر کھڑا ہو کر کوئی نشاندہی کرتا ہے تو اس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! سکول کی عمارت building department بناتا ہے جو ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ سکولز کے متعلق جو آپ بات کریں گے یہ تو ان کے handover کر دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ای ڈی او ایجوکیشن نے اس کی نگرانی کی ہے۔ آپ ریکارڈ نکلوا لیں انہوں نے ابھی on the floor of the House کہا ہے کہ ای ڈی او ایجوکیشن نے اس کی نگرانی کی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں پہلی بات معزز ایوان سے یہ request کروں گا کہ جب Chair بات کر رہی ہوتی ہے تو کم از کم اس ایوان کا تقدس یہ ہونا چاہئے کہ ایوان کو خاموشی سے سننا چاہئے۔ اس کے بعد اگر کوئی اعتراض ہو تو Chair کی بات کے بعد آپ اس اعتراض کو میرے سامنے لے کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا جواب دے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! دوسری جو بات انہوں نے کی ہے دیکھیں، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بلڈنگیں نہیں بناتا بلکہ یہ building department کا کام ہے اور میں نے اس کا پورا procedure آپ کے توسط سے ایوان کو بتایا ہے۔ اس کی متعلقہ ڈی سی او نگرانی کر رہے ہوتے ہیں جس کے اندر ای ڈی او (ایجوکیشن) اور ای ڈی او (ورکس) بھی ہوتے ہیں۔ جب بھی کسی سکول کے اندر ناقص مٹیریل کی شکایت آتی ہے تو جب کارروائی ہوتی ہے تو پھر ان تمام متعلقین کے خلاف ہوتی ہے۔ اس کے اندر جو نشاندہی انہوں نے کی تھی اس میں بوائز سکول تھے۔ بوائز سکول کے بارے میں ہم already بتا چکے ہیں کہ ہم اس کا اگلے سال آغاز کر رہے ہیں اور اس سال ہم نے زیادہ فنڈز گرلز سکولوں کو دینے ہیں۔ اگلے سال انہوں نے جو جو نشاندہی کی ہے اور اگر وہاں پر متعلقہ افسران نے visit نہیں کیا ہے تو میں ابھی make sure کروں گا۔ یہاں پر ڈیپارٹمنٹ موجود ہے وہ جن سکولوں کی نشاندہی کر رہے ہیں ان سکولوں کو visit کیا جائے گا اور جو ان کے تحفظات ہیں ان کو دور کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان سکولوں کا visit کروائیں اور جیسا کہ میاں صاحب کہہ رہے ہیں اگر وہاں پر غلط میٹریل استعمال کیا گیا ہے تو اس کی انکوائری کرا کر اس پر بھی کارروائی کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): ٹھیک ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2012-13 میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔ ابھی منسٹر صاحب floor پر کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بچیوں کے سکولوں میں کام کروایا ہے۔ اس کی نشاندہی کی جائے کہ 2012-13 کے دوران وہ کون سے سکول ہیں جن میں کام کروایا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جو on the floor of the House کہا ہے کہ اس سال ہمارا emphasis، میں نے تو کسی specific year کی بات ہی نہیں کی بلکہ میں تو اس سال کی بات کر رہا ہوں کہ اس سال حکومت کا focus اور emphasis گرلز سکولوں کی missing facilities کو پورا کرنا ہے۔ اگلے سال پنجاب کے باقی ماندہ بوائز سکول ہیں۔ جنوبی پنجاب میں ہم missing facilities کو پورا کریں گے جس میں یہ حلقہ بھی آتا ہے۔ اس کے اندر جو جو missing facilities کی چیز آتی ہے وہ ہم پوری کر کے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!اس سال آپ ان missing facilities کو پورا کریں۔ دیکھیں، میاں صاحب!آپ نے چار ضمنی سوال کر لئے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ۔۔۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے کون سے سوال کا جواب نہیں آیا؟

میاں طاہر: جناب سپیکر!ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے آنے والے سال میں یہ رکھے ہیں۔ مجھے ای ڈی او ایجوکیشن کے آفس سے فون آتا ہے کہ ہم نے آپ کے دو سکول رکھ دیئے ہیں جو already تعمیر شدہ ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا اگر محکمے کا کوئی بندہ ایسے غلط بیانی کرتا ہے تو کیا آپ اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب! بات یہ ہے کہ انہوں نے نئے سکول بنانے کا نہیں کہا بلکہ missing facilities کا کہا ہے۔ اگر آپ کی نظر میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر missing facilities ہیں تو وہ آپ منسٹر صاحب کے نوٹس میں لے آئیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ اس سال کے ADP میں شامل کرا کر ان missing facilities کو پوری کروا دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سیشن میں بھی note کروایا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے پاس پھر note ہوں گی لیکن اب آپ ان کو دوبارہ آکر بتادیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ابھی تو وہ پالیسی بنا رہے ہیں، ابھی کہیں پر کام نہیں ہوا، ابھی تو آپ کا financial year start ہوا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! وہاں پر تعمیر شروع ہونے لگی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ٹھیکیداروں کو کام دے دیئے گئے ہیں missing facilities میں دو، دو کلاس روم اور چار دیواری کے لئے جو فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان سکولوں میں کام کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمیں تو ان سکولوں میں کام کرنا چاہئے جہاں پر چار دیواری اور کمرے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جن میں ہو رہے ہیں ان میں تو ہونے دیں اور آپ مزید نشاندہی کر دیں۔ منسٹر صاحب! آپ ان سے لسٹیں لے لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ گرلز سکولوں کا کام اس سال ہو رہا ہے اور بوائز سکولوں میں اگلے سال شروع ہو جائے گا۔ مجھے میاں صاحب کا بڑا احترام ہے اور ان کو جہاں reservation ہے میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ابھی Question Hour کے بعد متعلقہ محکمے کی میٹنگ کراتا ہوں، وہ visit بھی کریں گے اور ان کے تحفظات کو بھی دور کروائیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ چھٹا ضمنی سوال ہے جن کے یہ سوالات ہیں اور جنہوں نے محنت کی ہے تو پھر وہ بے چارے رہ گئے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر جو decided ہے۔ اس کے مطابق میں تین ضمنی سوال ہونے دوں گا اس کے بعد چوتھا سوال نہیں ہو گا اور یہ بات کنفرم ہے۔ جی، آپ بات کریں۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! ابھی missing facilities کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن جتنے معزز ممبران اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں کیا وہ ان سے مشورہ لینے کا سوچ نہیں سکتے یہ سمجھتے ہیں اور کیا ان کو شعور نہیں ہے؟ محکمہ ایجوکیشن نے کسی سے مشورہ نہیں کیا۔ لوگ ہمیں پوچھتے ہیں، ہمیں پتا نہیں ہوتا اور ٹینڈر لگے ہوتے ہیں تو بعد میں پتا چلتا ہے کہ یہاں یہاں یہ سکیمیں آ گئی ہیں۔ ایک معزز ایم پی اے صاحب نے کچھ دیر پہلے بات کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میرے حلقے کے سکول میں جو boundary wall بنی ہوئی تھی اس کو گرا کر دوبارہ بنانے آ گئے ہیں۔ میرا کہنا کا مقصد ہے کہ صحیح طریقے سے کام ہونا چاہئے، انہیں دیکھنا چاہئے، معزز ممبران سے مشورہ لینا چاہئے اور ان سے میٹنگ کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ماضی کی جو یہ بات کر رہے ہیں، اب ہماری طرف سے بڑی clear instruction and directions ہیں۔ تمام DCOs کو یہ کہہ دیا گیا ہے

کہ جو وہاں پر ہماری کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جس میں ہمارے منتخب نمائندے شامل ہیں،اس کے اندر میں نے بات کی تھی کہ اپوزیشن کی طرف سے بھی جو کہیں گے،کیونکہ محکمے کی طرف سے ایک summary initiate ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ہم اگلے سال یہ کرنا چاہتے ہیں وہ سمری میں نے اس observation کے ساتھ واپس کی تھی کہ جب تک جو متعلقہ ضلع کی کمیٹی بنی ہوئی وہ اس کو recommend نہیں کرے گی اس وقت تک میں اس کو approve نہیں کروں گا۔already Justice Coordination Committees بنائی گئی ہیں اس میں سب کچھ ان کی مشاورت سے ہوگا،اب اگلے road map میں ہمارے منتخب نمائندگان کی آراء کو ترجیح دی جائے گی لیکن اس میں سکول کا اپنا road map بھی ہے جہاں پر وہ سمجھتے ہیں کہ سکول کے پاس جو سارا data اکٹھا ہو رہا ہے ان دونوں کو اکٹھا کر کے اس کے حساب سے آگے کام شروع کرائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،مجھے پتا ہے آپ نے جو بات کرنی ہے۔آپ کی Privilege Motion کمیٹی کے سپرد ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ پھر اگلا سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر!سوال نمبر 867ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:سکولوں کی مرمت و تعمیر پر ہونے والے اخراجات کی تفصیلات

*867: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سال 13۔2012 کے دوران مرمت و تعمیر/از سر نو تعمیر شدہ ہر سکول کے اخراجات کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) کن کن اخبارات میں لاہور کے سکولوں کی تعمیر/از سر نو تعمیر اور مرمت کے لئے ٹینڈر دیئے گئے؟

(ج) کتنے سکولز مرمت کئے جا چکے ہیں اور حکام کے حوالے کئے گئے؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے گھٹیا مٹیریل کے استعمال کی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):
(الف) لاہور میں سال13-2012 کے دوران سکولوں کی مرمت و تعمیر / از سر نو تعمیر پر کل 271.632 ملین رقم مختص کی گئی جس میں سے188.219 ملین رقم خرچ ہوئی۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) لاہور کے سکولوں کی تعمیر / از سر نو تعمیر اور مرمت کے لئے ٹینڈر درج ذیل اخبارات میں دیئے گئے۔

1. Daily Express
2. Daily Pakistan
3. Daily Nawa-e-Waqat
4. Daily Hum Insaan
5. Daily Khabrain
6. Daily Din

کاپیاں ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
(ج) 32 سکولوں کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ان کو متعلقہ حکام کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) دفتر ہذا میں ان سکولوں کی تعمیر پر گھٹیا مٹیریل کے استعمال کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے مطابق سکولوں کی تعمیر کے لئے 271 ملین روپے allocate کئے گئے تھے جس میں سے صرف تقریباً182 ملین روپے خرچ کئے گئے اور باقی بیلنس 83 ملین روپے کیوں خرچ نہیں کئے گئے جبکہ ایجوکیشن میں
In construction of school is the top priority of the Punjab Government.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سال13-2012 کے دوران مرمت و تعمیر / از سر نو تعمیر شدہ ہر سکول کے اخراجات کی تفصیلات مانگی گئی تھیں۔ اس کے اندر محکموں میں

capacity کا issue ہمیشہ رہا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ جو پیسا allocate کیا جاتا تھا وہ پیسا اس طرح خرچ نہیں ہوتا تھا اور وہ واپس ہو جاتا تھا۔ 14-2013 کے اندر یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جتنا پیسا allocate ہوا تو ہم نے اس سارے پیسے کو استعمال کیا اور جس مقصد کے لئے اسے رکھا گیا تھا وہ پورا ہوا تو جو پیسا واپس ہوتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا ہے جو سکیمیں ongoing ہوتی ہیں اور جب وہ پیسا پورے سال کے اندر استعمال نہیں ہوتا تو اگلے سال کی ongoing سکیموں کے اندر آ جاتا ہے پھر وہ پیسا جس مقصد کے لئے ہوتا ہے تو وہ اُس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لوگ اس mismanagement کے responsible ہیں تو کیا ان کے خلاف کوئی legal action لیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب interm setup آ گیا تھا تو اس کے اندر یہ کام رک گیا تھا اور ہمارے آخری فیز کے اندر کام نہیں ہو سکا تھا۔ اب اس سال چونکہ continuity ہے تو اللہ کے فضل سے سارے کا سارا پیسا استعمال بھی ہو گا اور اس پر کام بھی ہو گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف صاحب! آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہاں on the floor of the House کھڑے ہو کر یہ بات کہی کہ ہر ضلع کے اندر کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کمیٹیوں میں عوامی نمائندے موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں صرف ایک دو چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ ایک دو چیزوں کی نشاندہی کریں لیکن انہوں نے باقاعدہ طور پر کہا ہے کہ اگر آپ کے نوٹس میں بھی کوئی بات ہے۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو detail دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ذرا ان سے detail لے لیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد: گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) کے مسائل کی تفصیلات

*1018: **سردار وقاص حسن موکل:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول بوائز388 گ ب سمندری فیصل آباد کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس سکول کی عمارت پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور اس وقت کتنے اساتذہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سکول میں strength کے مطابق اساتذہ نہ ہیں ان خالی اسامیوں پر کب تک اساتذہ تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر و دیگر بنیادی ضروریات کی اشیاء بھی موجود نہ ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی چار دیواری عرصہ چھ سال سے نہ ہے، جس کی وجہ سے علاقے کے مویشی سکول کی عمارت میں 24 گھنٹے بیٹھے رہتے ہیں اور طلباء کو پڑھائی میں دشواری آرہی ہے؟

(و) کیا حکومت پنجاب مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے خصوصاً چار دیواری کو فوری بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول بوائز388 گ ب سمندری فیصل آباد 1990 میں قائم ہوا۔

(ب) سکول ہذا کی عمارت کی تکمیل پر۔/46,60,000 روپے خرچ ہوئے اور اس وقت 16 اساتذہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ سکول میں منظور شدہ اساتذہ کی تعداد19 ہے جن میں سے تین اسامیاں خالی ہیں جو مستقبل قریب میں پُر کر دی جائیں گی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ سکول میں بنیادی ضروریات کے علاوہ110 عدد بینچ ڈیسک موجود ہیں۔

(ہ) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول میں(10 کلاس رومز، کمپیوٹر لیب، سائنس لیب اور ٹائلٹ وغیرہ کے چاروں اطراف) چار دیواری موجود ہے۔ البتہ سکول کے طلباء کے لئے 23 کنال کا رقبہ پلے گراؤنڈ کا ہے جس کے دونوں جانب چار دیواری نہ ہے۔

(و) جی ہاں فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ سکول کے پلے گراؤنڈ کی چار دیواری مکمل کر دی جائے گی۔

ضلع راولپنڈی: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلر سیداں کے مسائل کی تفصیلات

*1062: **محترمہ زیب النساأ اعوان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا کل رقبہ 8 کنال ہے اور اس کی عمارت 9 کمروں پر مشتمل ہے جبکہ 09-2008 میں محکمہ بلڈنگ نے پانچ کمرے خطرناک قرار دیئے تھے؟

(ب) اس سکول کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنی رقم کس کس مد میں دی گئی، علیحدہ علیحدہ سال وار بیان کریں؟

(ج) مذکورہ سکول کو جو فنڈ دیا گیا اس کو کس کس مد میں خرچ کیا گیا؟

(د) کیا حکومت نے مذکورہ سکول کے خطرناک قرار دیئے گئے کمروں کی تعمیر کروالی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا کل رقبہ 7 کنال اور 19 مرلے ہے۔ اس سکول کی عمارت 14 کلاس رومز، ایک ہال، کمپیوٹر لیب، ایک سائنس روم، ایک سٹاف روم، تین آفس رومز اور ایک ہوم اکنامکس / ٹیکنیکل ووکیشنل لیب پر مشتمل ہے جبکہ 09–2008 میں محکمہ بلڈنگ نے اس سکول کا کوئی کمرہ خطرناک قرار نہیں دیا تھا۔

(ب) اس سکول کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران 5.584 ملین روپے کی رقم 3 مختلف مدوں میں دی گئی جن کی سال وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) مذکورہ سکول کو فنڈ جس مد میں دیا گیا وہ اسی مد میں خرچ کیا گیا۔ جس کی تفصیل جز (ب) میں دے دی گئی ہے۔
(د) چونکہ سکول کا کوئی کمرہ خطرناک قرار نہیں دیا گیا اس لئے کسی کمرہ کی دوبارہ تعمیر کی ضرورت نہ ہے۔

فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1064: محترمہ زیب النساأ اعوان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 69ر۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی کل کتنی اسامیاں ہیں، ان اسامیوں میں کتنی خالی ہیں اور کب سے، تفصیل فراہم کریں نیز عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟
(ب) متذکرہ سکول کو پچھلے پانچ سال کی مدت کے دوران کل کتنا فنڈ فراہم کیا گیا اور یہ کس کس مد میں دیا گیا اور خرچ کیا گیا، سال وار علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کریں؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں اکثر ٹیچرز دیر سے حاضر ہوتی ہیں، ان کے نام اور گریڈ بتائیں؟
(د) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):
(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 69/ر۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 28 ہے جن میں سے دو اسامیاں (Junior Clerk، EST(DM)) خالی ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) مذکورہ سکول کو سال 13۔2008 کے دوران فروغ تعلیم فنڈ کی مد میں مبلغ -/9,19,363 روپے ملے۔
سال 11-2010 اور 12-2011 میں M&R گرانٹ کی مد میں مبلغ -/2,00,000 روپے ملے۔

12۔2011فرنیچر کی گرانٹ کی مد میں مبلغ۔/2,00,000روپے ملے۔پانچ سال کی مدت میں سکول کو ملنے والے فنڈز کا کل میزان۔/13,19,363روپے ہے۔
سال09۔2008میں خرچ کی تفصیل۔کمپیوٹر لیب کی تیاری، ایلومینیم ڈورز، یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی مبلغ۔/1,51,201روپے
سال10۔2009میں خرچ کی تفصیل۔رنگ روغن، چھپائی سوالیہ پرچہ جات، ادائیگی یوٹیلیٹی بلز۔ مبلغ-/79400روپے۔
سال11۔2010میں خرچ کی تفصیل۔سکول کی بلڈنگ مرمت، خرید فرنیچر، خرید سامان پریکٹیکل، چھپائی سوالیہ پرچہ جات،ادائیگی یوٹیلیٹی بلز مبلغ-/4,41,823روپے۔
سال12۔2011میں خرچ کی تفصیل۔سکول کی چار دیواری کی مرمت، رنگ روغن، وائٹ بورڈز، خرید سامان پریکٹیکل، چھپائی سوالیہ پرچہ جات،ادائیگی یوٹیلیٹی بلز مبلغ-/3,39,413روپے۔
سال13-2012میں خرچ کی تفصیل۔چار عدد باتھ رومز کی تعمیر، ڈینگی اور خسرے سے بچاؤ کے بورڈ و سپرے، چھپائی سوالیہ پرچہ جات،ادائیگی یوٹیلیٹی بلز مبلغ-/2,93,416روپے
میزان اخراجات: مبلغ-/1305252روپے

(ج) مذکورہ ادارہ میں تمام ٹیچرز بروقت سکول حاضر ہوتی ہیں۔
(د) مذکورہ سکول میں خالی اسامیاں ٹرانسفر یا نئی بھرتیوں کے ذریعے سے پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع ساہیوال: گورنمنٹ ہائی سکول82/5ایل کٹور والا میں بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1079: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-
(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک82/5ایل کٹور والا تحصیل و ضلع ساہیوال کب قائم ہوا تھا؟
(ب) سکول ہذا میں کلاس وار بچوں کی تعداد کتنی ہے؟
(ج) سکول ہذا میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟
(د) جو اساتذہ سکول ہذا میں کام کر رہے ہیں،ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟
(ہ) سکول ہذا کا پچھلے تین سال کا پانچویں، آٹھویں اور دسویں کے رزلٹ کی تفصیلات بتائیں؟
(و) کیا حکومت اس سکول میں عرصہ دس سال سے زائد تعینات ٹیچرز جن کا رزلٹ اچھا نہ ہے وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ سکول3۔مئی1950کو قائم ہوا تھا۔
(ب) سکول ہذا میں کلاس وار بچوں کی تعداد Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) سکول ہذا میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں درج ذیل ہیں:

ہیڈ ماسٹر (BPS-17)	01	ایس ایس ٹی (BPS-16)	04
ای ایس ٹی (BPS-14)	01	پی ایس ٹی (BPS-09)	04

(د) مذکورہ سکول میں15اساتذہ کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ہ) سکول ہذا کا پچھلے تین سال کے پانچویں، آٹھویں اور دسویں کے رزلٹ کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

نام کلاس	سال2011	سال2012	سال2013
پانچویں	100%	75%	88%
آٹھویں	82.5%	51%	85.7%
دسویں	52.63%	100%	86%

(و) سکول ریکارڈ کے مطابق دس سال سے زائد تعینات ٹیچرز کا رزلٹ تسلی بخش ہے اس لئے انہیں ٹرانسفر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع جہلم: سکولوں کی عمارات کی صورت حال کی تفصیلات

*1087: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ضلع جہلم میں کتنے پرائمری تاہائی گرلز و بوائز سکولوں کی اپنی عمارات نہ ہیں؟
(ب) ضلع ہذا میں کتنے سکولز کی عمارتیں زیر تکمیل ہیں، یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟
(ج) کیا حکومت شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات بنانے اور زیر تکمیل عمارات کو جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):
(الف) ضلع جہلم میں11سکولز کی اپنی عمارات نہ ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بوائز پرائمری سکولز	گرلز پرائمری سکولز	گرلز ایلیمنٹری سکولز	کل تعداد
8	2	1	11

(ب) ضلع جہلم میں22 سکولز کی عمارات زیر تعمیر ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ مالی سال14-2013میں مکمل ہو جائیں گی۔(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

بوائز پرائمری سکولز	گرلز پرائمری سکولز	گرلز ایلیمنٹری سکولز	بوائز ہائی سکولز	گرلز ہائی سکول	گرلز ہائر سیکنڈری سکول	کل تعداد
10	5	3	2	1	1	22

(ج) جی ہاں! حکومت شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور زیر تکمیل عمارات کی تعمیر مالی سال14-2013میں مکمل ہو جائے گی۔

ضلع گوجرانوالہ: گورنمنٹ گرلز مڈل سکول منڈیالہ وڑائچ کی عمارت کی خستہ حالی و دیگر تفصیلات

*1130: **محترمہ ناہید نعیم**: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ کی عمارت کافی خستہ حالت ہے اور چھتوں پر دراڑیں پڑی ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 13-2012 میں سکول کو اپ گریڈ کرنا تھا جو کہ ابھی تک نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ طالبات کی تعداد عمارت کی گنجائش سے کافی زیادہ ہے کیا پنجاب حکومت عمارت کو ٹھیک کروانے اور اس کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) فنڈز کی دستیابی پر گورنمنٹ گرلز مڈل سکول منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

(ج) سکول میں طالبات کی تعداد594 ہے اور کمروں کی کل تعداد10 ہے جن میں سے 09خستہ حال ہیں خستہ حال کمروں کی مرمت کے لئے(EDO(Edu گوجرانوالہ نے ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ گوجرانوالہ کو لیٹر نمبر1803 مورخہ 04.03.2014 کے تحت لکھ دیا ہے۔ کاپی ضمیمہ "B"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تخمینہ کے مطابق M&R کے لئے ضلعی حکومت گوجرانوالہ سے فنڈز کی فراہمی کی درخواست کی جائے گی۔

صوبہ کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے قواعد وضوابط بنانے کی تفصیلات

*1283: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان اپنی مرضی کے مطابق جب چاہتے ہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے قواعد وضوابط میں amendment کا جائزہ لینے کے لئے چیئرمین وزیراعلیٰ ٹاسک فورس کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

(ج) اس کمیٹی نے مذکورہ مسئلہ کے بارے میں آج تک کیا کیا لائحہ عمل بنایا، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) حکومت کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو والدین اور نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کو قبول ہو، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) اس وقت پرائیویٹ سکولوں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) آرڈیننس اور رولز 1984 لاگو ہیں۔ جس کے مطابق فیس اور دیگر اخراجات کی مد میں ایک طالبعلم سے 500 روپے سے زائد پیسے وصول نہیں کئے جا سکتے لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ زیادہ تر نجی تعلیمی ادارے اپنی تعلیمی سہولیات کی فراہمی کی بنیاد پر فیسوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے نجی سکولوں کی فیسوں میں بھی کافی فرق پایا جاتا ہے۔

اس ضمن میں عزت مآب جناب جسٹس چودھری نعیم مسعود نے اپنے فیصلے مورخہ 17۔07۔2009 میں مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا۔

> Fixation of fee is exclusively prerogative of the school authorities who gave different standards of education from each others;

(ب) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے نجی تعلیمی اداروں سے متعلق قواعد و ضوابط میں amendment کے لئے رانا مشہود احمد خان وزیر تعلیم پنجاب کی سر براہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔

(ج) اس کمیٹی کے قیام کا مقصد پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن بل2013 پر تمام stakeholders سے مشاورت کے بعد اس بل کو قابل عمل بنانا ہے۔ اب تک اس سلسلے میں کئی میٹنگز منعقد ہو چکی ہیں۔ جن میں اس نئے بل پر بحث جاری ہے اور جلد ہی تمام شرکاء کی مشترکہ آراء کی روشنی میں اس بل کو اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

(د) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن بل2013 کا مقصد ہی ایک ایسے قانون کو وجود میں لانا ہے جو والدین اور نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کو قبول ہو اور بہت جلد اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔

صوبہ کے مڈل سکولوں میں آئی ٹی لیبز قائم کرنے کی تفصیلات

*1284: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ 4286 سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں کمپیوٹر لیب قائم کی گئی ہیں، کیا حکومت صوبہ کے مڈل سکولوں میں آئی ٹی لیبز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

جی ہاں! حکومت صوبہ کے مڈل سکولوں میں آئی ٹی لیب قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن ان کا قیام فنڈز کی دستیابی پر ممکن ہو گا۔

ضلع اوکاڑہ: گورنمنٹ پرائمری سکول پوران میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کی تفصیلات

*1347: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول سنٹر پوران تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ قیام پاکستان سے قبل کا قائم شدہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں اندراج شدہ طلباء کی تعداد 195 ہے اور یہاں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد پانچ ہے، اس سکول میں مہیا کردہ اساتذہ کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماضی میں ایک ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول محمد نگر سے گورنمنٹ پرائمری سکول پوران کو مہیا کیا گیا تھا، اگر ہاں تو اسے واپس کیوں لیا گیا؟

(د) کیا حکومت گورنمنٹ پرائمری سکول پوران میں اساتذہ کی کمی کو دور کرنے اور اس میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد مہیا کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول سنٹر پوران دیپالپور ضلع اوکاڑہ پاکستان سے قبل 1924 میں قائم ہوا تھا۔

(ب) درست ہے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول پوران تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اندراج شدہ طلباء کی تعداد 195 ہے اور منظور شدہ اساتذہ کی اسامیوں کی تعداد پانچ ہے البتہ اس وقت دو اساتذہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) انتظامی طور پر سکول ہذا میں ایک ٹیچر تعینات کیا گیا تھا۔ تاہم جس سکول سے ٹیچر شفٹ کیا تھا اس سکول کی تعلیم متاثر ہونے پر واپس بھیج دیا گیا۔

(د) حکومت پنجاب مستقبل قریب میں خالی اسامیوں پر نئے اساتذہ بھرتی کر کے کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

راولپنڈی: فیض الاسلام ہائی سکول نمبر 2 میں مزید کمروں کی تعمیر کی تفصیلات

*1374: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیض الاسلام ہائی سکول نمبر 2 راولپنڈی میں 600 بچے پڑھ رہے ہیں جن میں تقریباً آدھے بچے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک مزید کمروں کی تعمیر اور دیگر سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ فیض الاسلام ہائی سکول نمبر 2 راولپنڈی میں 800 بچے زیر تعلیم ہیں اور ان کے لئے عمارت دستیاب ہے کوئی بچہ کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل نہیں کر رہا۔

(ب) درست نہ ہے۔ تمام طلباء کمروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

لاہور: گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ کے ہال کی تعمیر کی تفصیلات

*1375: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ لاہور میں 72 لاکھ روپے کی لاگت سے ہال تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا ہے؟

(ج) کتنا کام مکمل، کتنا باقی اور اس کی نگرانی محکمہ کے کون اہلکار کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہال کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کا استعمال کیا گیا ہے نیز اس کی سرپرستی میں سکول انچارج شامل ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ منصوبہ 2009-02-03 میں شروع ہوا اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز شاہ حسین گورنمنٹ کنٹریکٹرز کو دیا گیا۔

(ج) تعمیر کا تمام کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس کام کی نگرانی درج ذیل افسران نے کی تھی۔

1۔ چودھری اعجاز احمد، ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ، 1 میکلوڈ روڈ نزد مون لائٹ سینما لاہور۔

2۔ محمد عبداللہ میکن، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ۔ 1 میکلوڈ روڈ نزد مون لائٹ سینما لاہور۔

3۔ محمد فاروق، سب انجینئر بلڈنگ۔ 1 میکلوڈ روڈ نزد مون لائٹ سینما لاہور۔

(د) درست نہ ہے۔ محکمہ بلڈنگ کے مقررہ معیار کے مطابق ہال کی تعمیر کی گئی جو کہ مندرجہ بالا افسران کی زیر سرپرستی تعمیر ہوا۔ اس کام میں سکول انچارج کی سرپرستی نہ تھی۔

سیالکوٹ: ڈسکہ شہر میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1440: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسکہ شہر اور پی پی۔130(سیالکوٹ)میں گرلز و بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان علاقہ جات میں کس کس جگہ کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی ضرورت ہے، حکومت ان علاقہ جات میں کب تک یہ سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ڈسکہ شہر پی پی۔130 سیالکوٹ میں گرلز بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:

	پی پی130			ڈسکہ شہر		
لیول	گرلز	بوائز	ٹوٹل	سکول لیول	گرلز	بوائز
پرائمری	59	48	107	پرائمری	09	09
مڈل	10	06	16	مڈل	00	01
ہائی	09	08	17	ہائی	03	03
ہائر سیکنڈری	00	01	01			
میزان	78	63	141	میزان	12	13

مندرجہ بالا پی پی۔130 کے سکولز کی تفصیلات (ضمیمہ الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔130 ڈسکہ شہر میں مزید گرلز و بوائز سکولز کی ضرورت نہ ہے۔ البتہ ضرورت کے مطابق اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترنے والے سکولوں کو فنڈز کی فراہمی پر اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے۔

قصور: پی پی۔181 میں اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تفصیلات

*1451: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔181 قصور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں (بوائز/گرلز) کو اپ گریڈ کیا گیا۔ اپ گریڈیشن کے بعد یہاں پر کتنے سکولوں میں کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور کتنے ایسے ہیں، جن میں کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتیاں نہیں کی گئیں؟

(ب) حکومت ان سکولوں میں کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتیاں کب تک کر دے گی اور کلاسز کا اجراء نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) جن سکولوں میں کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے، ان سکولوں میں سٹاف کی جو کمی ہوئی، کیا اس کو پورا کر دیا گیا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی-181 تحصیل چونیاں ضلع قصور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 12 (بوائز، گرلز) پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا۔ کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتی کی جا چکی ہے۔ سکولوں کی لسٹ ضمیمہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔ حکومت کی ریکروٹمنٹ پالیسی یا تبادلہ کی صورت میں خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: سول سیکرٹریٹ پنجاب میں ڈیپوٹیشن پر آئے افسران واہلکاران ودیگر تفصیلات

*1462: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں گریڈ 1 تا 19 کے کتنے افسران و اہلکاران ایسے ہیں جو عرصہ پانچ سال سے زائد اسی دفتر میں کام کر رہے ہیں، کیا یہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہ ہے؟

(ب) کتنے افسران واہلکاران ایسے ہیں جو ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں اور کب سے یہاں پر کام کر رہے ہیں کیا محکمہ کے پاس اپنے افسران واہلکاران کی کمی ہے؟

(ج) جو افسران واہلکاران عرصہ پانچ سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور جو ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں سیکرٹری سکولز ان کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں گریڈ 1 تا 19 کے افسران واہلکاران کی منظور شدہ تعداد 202 ہے جن میں سے صرف 81 افسران واہلکاران ایسے ہیں جو عرصہ

پانچ سال سے زائد اسی دفتر میں کام کر رہے ہیں تفصیل (ضمیمہ (اے)) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ قواعد وضوابط کی خلاف ورزی نہ ہے کیونکہ وقتاً فوقتاً ان کی تعیناتی کی جگہ تبدیل کی جاتی رہتی ہے۔

(ب) اس وقت کوئی آفیسر یا اہلکار ڈیپوٹیشن پر محکمہ ہذا میں کام نہیں کر رہا ہے۔ حالانکہ محکمہ میں سٹاف کی کمی ہے۔

(ج) عرصہ پانچ سال سے زائد اسی دفتر میں کام کرنے والے افسران واہلکاران فی الحال مستعدی اور دیانتداری سے اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔ تاہم ان کی تعیناتی کی جگہ تبدیل کی جاتی رہتی ہے۔ جبکہ ڈیپوٹیشن پر کوئی آفیسر یا اہلکار محکمہ ہذا میں کام نہیں کر رہا ہے۔

لاہور: محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ میں عرصہ دراز سے تعینات افسران واہلکاران کی تفصیلات

*1464: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں کس کس گریڈ کے کتنے افسران و اہلکاران کب سے تعینات ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ایس او اور ڈپٹی سیکرٹری ہیں اور وہ کون کونسے شعبوں کو ڈیل کر رہے ہیں اور کتنے کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ پر تعینات رہنے والے ملازمین نے اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور وہ عوام کے جائز کاموں کو بھی نہیں کرتے اور کئی کئی دن بلکہ کئی کئی ماہ تک دفتروں کے چکر لگواتے رہتے ہیں؟

(د) اگر مذکورہ بالا تفصیلات درست ہیں تو کیا موجودہ سیکرٹری سکولز مذکورہ بالا ملازمین کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب میں اس وقت کل166افسران و اہلکاران تعینات ہیں،ان کے گریڈاور تعیناتی کی تواریخ کی تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے 20ایس اوزاور9ڈپٹی سیکرٹری ہیں،ان کے شعبوں اور تعیناتی تواریخ کی تفصیل ضمیمہ (بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ کوئی بھی ملازم اپنی اجارہ داری قائم کرنے کا مجاز نہ ہے۔ بلکہ محکمہ ہذا کا ہر اہلکار مروجہ پالیسی،قوانین کے مطابق عوام کے جائز کام کرنے کا پابند ہے۔

(د) مذکورہ بالا خصوصاً جزو(ج)میں بیان کردہ تفصیلات درست نہ ہیں۔تاہم کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی مصدقہ الزام آنے پر اسے صرف تبدیل کرنا ہی کافی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کے خلاف انضباطی کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔الزامات ثابت ہونے پر بمطابق رولز قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔

لاہور: محکمہ سکولز سول سیکرٹریٹ میں عرصہ دراز سے تعینات اساتذہ کی تفصیلات

*1469: جناب جاوید اختر: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں کتنے اساتذہ، پروفیسرز، لیکچرار کن کن اسامیوں پر کب سے تعینات چلے آرہے ہیں اور کیوں،ان کے نام وعہدہ، گریڈ و سیکشن سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا محکمہ سکولز ایجوکیشن کے پاس افسران کی کمی ہو گئی ہے جو اساتذہ کو سول سیکرٹریٹ میں تعینات کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو ان کو سیکرٹری سکولز یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں چودہ اساتذہ تعینات ہیں۔ان میں سے سات ٹیکنیکل کوٹا کے تحت تعینات کئے گئے ہیں جن کے نام،عہدے، گریڈ و سیکشن کی تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور سات عارضی طور پر تعینات کئے گئے

ہیں جن کے نام، عہدے، گریڈ و سیکشن کی تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ سکولزایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور کے پاس افسران کی کمی ہے جو کہ محکمہ سروسزاینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی طرف سے خالی اسامیوں پر افسران تعینات نہ کرنے کی وجہ سے ہے اس لئے اساتذہ کو ٹیکنیکل کوٹا20 فیصد کے علاوہ عارضی طور پر محکمہ کا کام چلانے کے لئے لگایا گیا ہے اور ساتھ ساتھ محکمہ سروسزاینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کو بھی متعدد بار خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ محکمہ مذکورہ کی طرف سے مطلوبہ افسران تعینات کئے جانے پر اساتذہ کو فوری طور پر محکمہ ہذا سے ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔

لاہور: پی پی۔145 میں پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1496: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں کتنے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی محکمہ تعلیم کے پاس رجسٹریشن موجود ہے، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی سال2009 تک رجسٹریشن نہیں ہوئی اور کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں دفتری ریکارڈ کے مطابق120 پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم کے پاس موجود ہے۔ان کے ناموں کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں دفتری ریکارڈ کے مطابق سات سکولز ایسے ہیں جن کی سال2009 تک رجسٹریشن نہیں ہوئی کیونکہ اس وقت انہوں نے رجسٹریشن کے لئے مطلوبہ کاغذات جمع نہیں کروائے تھے۔ تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: سرکاری سکولوں کو این جی اوز کے سپرد کرنے کی تفصیلات

*1501: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں کن سرکاری سکولوں کو این جی اوز کے سپرد کیا گیا ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان سکولوں کو کس سال اور کس اتھارٹی کے حکم سے این جی اوز کے سپرد کیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ این جی اوز، سکولوں اور طلباء کے نام پر مالی امداد اور فنڈز حاصل کرتی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ای ڈی او (ایجوکیشن) لاہور کی رپورٹ کے مطابق حلقہ پی پی۔147 لاہور میں اس وقت سات سکول مختلف این جی اوز کی سربراہی میں کام کر رہے ہیں لسٹ ضمیمہ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں کو مختلف سالوں میں مختلف این جی اوز نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے درمیان ایک agreement کی صورت میں adopt کیا تھا جن کی مکمل تفصیل مع agreements ضمیمہ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ کیونکہ agreement میں ٹرمز اینڈ کنڈیشنز میں یہ بات واضح طور پر درج کی گئی ہے کہ سکول adopt کرنے والی این جی او کسی طالبعلم سے کسی قسم کا ڈونیشن کسی بھی مد میں نہیں لے سکتی۔

ضلعی حکومت ریگولر اساتذہ کی تنخواہوں اور CC گرانٹ کے علاوہ کسی قسم کی اضافی مالی امداد این جی اوز کو نہیں دیتی۔

ضلع اوکاڑہ: سکولوں کی MISSING FACILITIES کی تفصیلات

*1541: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے کتنے پرائمری سے ہائر سیکنڈری سکولز ایسے ہیں جن میں بیت الخلاء، فرنیچر، پینے کا پانی و چار دیواری نہ ہے؟

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ان سکولوں کی مذکورہ missing facilities کو پورا کیوں نہیں کیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے تینتالیس سکولز میں فرنیچر کی کمی ہے جبکہ دو بوائز ہائی، چار بوائز ایلیمنٹری اور گیارہ بوائز پرائمری سکولوں میں چار دیواری نہ ہے۔ لسٹ سکولز ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حویلی لکھا کی حدود میں آنے والے سکولز میں گزشتہ پانچ سالوں میں 52 سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئی ہیں۔ اس سال 14-2013 میں چار گرلز ایلمنٹری سکول اور گیارہ گرلز پرائمری سکولوں میں missing facilities ترجیحی بنیادوں پر فراہم کی جا رہی ہیں۔ تاہم بوائز سکولوں میں بھی ترجیح کی بنیاد اور فنڈز کی فراہمی پر missing facilities فراہم کر دی جائیں گی۔ اس بارے میں متعلقہ EDO(Edu),Okara نے ضلعی حکومت کو خط بھیج دیا ہے۔ خط کی کاپی ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ: سکولوں میں اساتذہ کی کمی و دیگر تفصیلات

*1542: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے پرائمری تا ہائر سیکنڈری سکول، بوائز و گرلز کے کتنے سکولوں میں اساتذہ کی تعداد 50 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کمی کو کب سے پورا نہیں کیا جا رہا ہے اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان سکولوں میں کتنے اساتذہ کتنی کتنی چھٹیوں پر ہیں اور کتنے اساتذہ ایسے ہیں جو سکولوں میں حاضر نہیں ہوتے لیکن ریکارڈ میں حاضری پوری ہے اور ای ڈی او، ڈی ڈی ای او کے دفاتر کے اہلکاران و افسران ان سے ماہانہ بھتہ وصول کر رہے ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) مذکورہ ضلع کے ای ڈی او ان سکولوں میں اساتذہ کی کمی پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر ہاں تو کب تک، اس مسئلہ کو حل کر کے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے گیارہ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد 50 فیصد سے کم ہے اور اس کی وجہ اساتذہ کی ریٹائرمنٹ اور ٹرانسفر ہے۔ یہ کمی نئی بھرتی میں پوری کرنے

کی کوشش کی جائے گی (لسٹِ اور ویکنسی پوزیشن کی کاپی ضمیمہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں تمام اساتذہ بروقت سکول آتے ہیں کوئی استاد طویل رخصت پر نہ ہے نیز کوئی اہلکار و آفیسر کسی قسم کا کوئی بھتہ وصول نہ کرتا ہے۔

(ج) نئے ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے 6۔مارچ 2014 سے انٹرویو جاری ہیں میرٹ کے مطابق select ہونے والے ایجوکیٹرز کی جلد ہی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

ضلع اوکاڑہ: سکولوں کی تعداد و اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*1560: جناب جاوید اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی، ہائر سیکنڈری سکول بوائز و گرلز ہیں، علیٰحدہ علیٰحدہ تعداد سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے ایسے سکول ہیں جن میں strength کے مطابق اساتذہ کی تعداد نہ ہے کن کن سکولوں میں کتنے کتنے اساتذہ کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ان سکولوں کی گزشتہ پانچ سالوں کے دوران نتائج کی شرح کتنی کتنی رہی، سکول وار اور سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اکثر سکولوں کے نتائج کی شرح 40 فیصد سے بھی کم رہی، اگر ایسا ہے تو متعلقہ اعلیٰ حکام نے ان سکولوں کے سربراہان کو کوئی وارننگ لیٹرز جاری کئے کہ نتائج کی شرح کو بہتر کیا جائے اگر نہیں تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ہ) کیا حکومت ان سکولوں کے سربراہان و دیگر متعلقہ افسران کو ایسی ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے آئندہ پانچ سالوں کے لئے ان سکولوں کے نتائج کم از کم 90 فیصد ہونے چاہیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان سربراہان کو ان کی ریٹائرمنٹ تک کسی بھی سکول کی سربراہی نہیں دی جائے گی، اگر ہاں تو کب تک، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے پرائمری، مڈل، ہائی سکول بوائز و گرلز علیحدہ علیحدہ درج ذیل ہیں۔

سکول لیول	بوائز	گرلز	ٹوٹل
پرائمری	58	58	116
مڈل	17	25	42
ہائی	09	04	13
کل سکولز	84	87	171

(ب) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے 12 سکولز میں strength کے مطابق اساتذہ کی تعداد نہ ہے لسٹ سکولز اور ویکسنی پوزیشن ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سکولوں کے گزشتہ پانچ سالوں کے نتائج کی تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تین سکولوں کا رزلٹ گزشتہ پانچ سالوں میں اچھا نہ رہا جن کے خلاف PEEDA ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی اور سزا کے طور پر ان کی سالانہ ترقی روک لی گئی کاپی ضمیمہ (C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام سکولوں کے سربراہان کو میٹنگ میں ہدایات کی گئی ہیں کہ سکولز کے نتائج کو بہتر کریں۔

ضلع لیہ: تحصیل چوبارہ میں سکولوں کی MISSING FACILITIES کو پورا کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*1642: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں اساتذہ کی کمی اور missing facilities کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کیا حکومت تحصیل چوبارہ میں ٹیچرز کی کمی کے پیش نظر اور بند سکولز کو functional کرنے کی خاطر چوبارہ میں ٹیچرز کی بھرتی کے لئے کرائیٹریا ریلیکس کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہدایات جاری کی ہیں کہ پسماندہ علاقوں میں جہاں دور دراز علاقوں میں ٹیچرز نہیں پہنچ سکتے۔وہاں کرائیٹریا ریلیکس کر کے مقامی ٹیچر بھرتی کئے جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں ٹیچرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ریکروٹمنٹ پالیسی 2013 کے تحت اشتہار دے دیا گیا تھا بھرتی کے لئے انٹرویوز کے لئے 06-03-2014 تا 16-03-2014 کی تاریخ مقرر ہے۔ نئے ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے 6۔مارچ 2014 سے انٹرویو جاری ہیں میرٹ کے مطابق select ہونے والے ایجوکیٹرز کی جلد ہی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

تحصیل چوبارہ ضلع لیہ کے مدارس کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کی جانب سے خطیر رقم برائے missing facilities کی مد میں مبلغ۔/1,26,24,300 روپے برائے سال 2013-14 منظور کی گئی ہے جس کے تحت منظور شدہ سکیمز پر کام ہو چکا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام سکیم	کل منظور شدہ سکیمز سال 2013-14	کل منظور شدہ رقم
پانی	15	7,50,000
لیٹرین	02	6,90,000
بجلی	09	4,00,000
چار دیواری	14	1,07,84,300
کل میزان	40	1,26,24,300

(ب) تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں مندرجہ ذیل صرف دو سکولوں میں ٹیچرز نہ تھے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول حسین چھن والا

2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول جام منظور والا

درج بالا سکولز میں ٹیچرز کا عارضی انتظام کر دیا گیا تھا سکول کھلے ہوئے ہیں اور تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے دور دراز علاقوں میں ٹیچرز بھرتی کرنے کے لئے تحصیل لیول پر میرٹ پالیسی بنائی ہے جو کہ مقامی ٹیچرز کی بھرتی کے لئے ہی ہے۔

صوبہ میں آئین کی رو سے میٹرک تک مفت تعلیمی

سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*1694: جناب احمد شاہ کھگہ: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آئین پاکستان کی رو سے صوبوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ میٹرک تک بچوں کو مفت تعلیمی سہولیات فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب آئین کی واضح ہدایت کے برعکس پنجاب کے بچوں کو ان کا آئینی حق نہیں دے رہی؟

(ج) حکومت کب تک آئین پر عمل کرتے ہوئے بچوں کو میٹرک تک مفت تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت پنجاب شعبہ تعلیم دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل A-25 کی روشنی میں پانچ سال سے سولہ سال تک کے طلباء کو سکولوں میں لانے کے لئے 23۔ مارچ2013 سے Campaign Universal Primary/Secondary Education کا آغاز کر چکی ہے۔ UPE پروگرام کے تحت تاحال 17 لاکھ 76ہزار 7 سو تک طلباء/طالبات صوبہ پنجاب کے سرکاری و نجی سکولوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع مظفر گڑھ: سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1745: ملک احمد یار ہنجرا: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔251 تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں بوائز و گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) کیا مذکورہ بالا تمام سکولوں میں اساتذہ کی strength منظور شدہ اسامیوں کے مطابق پوری ہے؟

(ج) اگرstrengthپوری نہ ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا تمام سکولوں میں اساتذہ کی strengthپوری کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں؟

(د) کیایہ درست ہے کہ پرائمری سکولز جہاں اساتذہ کی تعداد ایک ہے اور ان کی بھی غیر تعلیمی ڈیوٹی لگادی جاتی ہے جس سے بچوں کی تعلیم متاثر ہوتی ہے؟

(ہ) کیاحکومت اساتذہ سے جو غیر تعلیمی ڈیوٹی لے جاتی ہے اس کو ختم کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں،آگاہ کریں؟

(و) کیایہ درست ہے کہ اساتذہ کرام کی توجہ صرف تعلیم پرہی مرکوز رہنی چاہیے تاکہ اساتذہ بچوں کواحسن طریقے سے تعلیم کے زیور سے آراستہ کرسکیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔251 کے پرائمری، مڈل وہائی سکولز (زنانہ /مردانہ) کی تعداد246ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

زنانہ				مردانہ					
پرائمری	ایلیمنٹری	ہائی	میزان	مکتب	پرائمری	ایلیمنٹری	ہائی	میزان	ٹوٹل
109	8	7	124	41	62	09	10	122	(246=122+124)

(ب) اساتذہ کی تعداد منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کے مطابق پوری نہ ہے۔

(ج) حکومت منظور شدہ خالی اسامیوں کی تعداد پوری کرنے کے لئے کوشاں ہے۔اس ضمن میں اخبارات میں اشتہار شائع ہو چکاہے

(د) یہ درست ہے کہ بعض پرائمری سکولز میں اساتذہ کی تعداد ایک ہے لیکن سکول ٹائم میں غیر تعلیمی ڈیوٹی نہیں لی جاتی۔

(ہ) اساتذہ سے سکول ٹائم میں غیر تعلیمی ڈیوٹی نہیں لی جاتی۔

(و) درست ہے۔

مظفر گڑھ: پرائمری سکولوں میں تعینات کئے گئے امام مسجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1746: ملک احمد یار ہنجرا: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔251 مظفر گڑھ کے پرائمری سکولز میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے جو امام مسجد تعینات کئے گئے ہیں،ان کی تعداد سے سکول وار آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا سکولز میں امام مسجد کتنے گھنٹے ڈیوٹی سر انجام دیتے ہیں اور ان کی ماہانہ تنخواہ کے بارے میں آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا امام مساجد کی تنخواہیں بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی-251 کے 60 مکتب/پرائمری سکولوں میں امام مسجد تعینات ہیں لسٹ ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا سکولوں میں امام مسجد صرف ایک گھنٹہ ڈیوٹی سر انجام دیتے ہیں اور ان کا ماہانہ اعزازیہ مبلغ-/250 روپے ہے۔

(ج) امام مسجد گورنمنٹ ملازم نہ ہیں اور ان کی تنخواہ بڑھانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع نون میں ٹیچرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1787: مہر خالد محمود سرگانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع نون تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں کل کتنی ٹیچرز ہیں؟

(ب) اس سکول کی ہیڈ مسٹریس کا نام کیا ہے اور یہ کب سے اس سکول میں تعینات ہیں؟

(ج) ان کی تعیناتی کے دوران گزشتہ پانچ سال کے دوران سکول کے نتائج کی شرح بتدریج کتنے فیصد رہی؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی کے دوران سکول میں بچیوں کی پڑھائی پر توجہ کم اور غیر ضروری سرگرمیوں پر توجہ زیادہ دی جا رہی ہے۔ جس کے باعث سکول کے تعلیمی نتائج کی شرح میں روز بروز کمی ہو رہی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ہیڈ مسٹریس نے بچیوں کو سکول کی صفائی اور گھریلو کام کاج پر لگایا ہوا ہے اور ان سے زبردستی پرائیویٹ کام لئے جاتے ہیں؟

(و) کیا اعلیٰ حکام سکول کا سرپرائز وزٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تا کہ مذکورہ غیر ضروری سرگرمیوں کا جائزہ لے سکیں اوران کا مثبت حل نکال سکیں، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع نون تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں کل 12 ٹیچرز ہیں۔

(ب) اس سکول کی ہیڈ مسٹریس کا نام شبانہ شہناز ہے اور یہ 13.07.12 سے تعینات ہے۔

(ج) یہ سکول پہلے مڈل تک تھا اور مورخہ 26.04.11 کو اسے اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کا درجہ دیا گیا۔

ہیڈ مسٹرس کی تعیناتی کا عرصہ صرف ایک سال چار ماہ ہے۔ گزشتہ پانچ سال (2009تا2013) کے دوران سکول کے نتائج کی شرح حسب ذیل ہے۔

اس عرصہ کے دوران سکول کے نتائج کی شرح حسب ذیل ہے:

9th۔2013	25فیصد	سکول 26.04.11 کو مڈل سے ہائی ہوا اور 9th کلاس کا پہلا امتحان 2013 میں ہی ہوا
8th۔2009	19فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمشن کی طرف سے 10 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 81فیصد ہے۔
8th۔2010	31فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 10 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 94فیصد ہے۔
8th۔2011	100فیصد	
8th۔2012	94فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے دو طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
8th۔2013	11فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے چار طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 32فیصد ہے۔
5th۔2009	50فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے آٹھ طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th۔2010	صفر فیصد	%تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 17 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th۔2011	صفر فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 36 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th۔2012	48فیصد	اہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 14 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th۔2013	صفر فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 26 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 90فیصد ہے۔

کاپی ضمیمہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ موجودہ ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی کے دوران بچیوں کی پڑھائی پر بھرپور توجہ دی جا رہی ہے۔ تاہم نتائج کی شرح میں کمی کی وجہ یہ ہے کہ 2009 میں جبکہ سکول مڈل لیول تک تھا سولہ ٹیچرز کام کر رہی تھیں۔ مڈل سے ہائی ہونے کے بعد ستمبر 2012 میں تین ٹیچرز کا تبادلہ اور ایک ٹیچر کے میٹرنٹی لیو پر جانے سے تعداد سولہ سے کم ہو کر بارہ رہ گئی جس سے تعلیمی نتائج متاثر ہوئے۔ کاپی ضمیمہ "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ موجودہ ہیڈ مسٹریس شاہدرہ ٹاؤن کی رہائشی ہے سکول سے گھر کا فاصلہ تقریباً 18 کلو میٹر ہے۔ سکول کی بچیوں سے گھریلو کام کاج لینا ممکن نہ ہے۔

(و) بچیوں کی تدریسی و تعلیمی امور میں بہتری لانے کے لئے اعلیٰ حکام سکول ہذا کا باقاعدگی سے ماہانہ وزٹ کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا سوال رہ گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بات یہ ہے کہ میں اس پر کچھ نہیں کر سکتا جو چیز طے ہے اور rules کے مطابق ایک گھنٹہ رکھا گیا تھا۔ چار چار اور چھ چھ ضمنی سوال آپ کی طرف سے بھی ہوئے اور ادھر سے بھی ہوئے ہیں۔ ابھی ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب نشاط احمد ڈاہا صاحب مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود و چائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR NISHAT AHMAD KHAN DAHA: Mr Speaker! The Punjab Reproductive Maternal Neo-Natal and Child Health Authority Bill-2014. (Bill No.12 of 2014)

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میرا سوال سکولز کے حوالے سے ہے تو بعض ایسے سکولز ہیں جن کی چار دیواری، گیٹ اور پانی وغیرہ کے مسائل سے زیادہ ان کی بلڈنگز بہت زیادہ خطرناک ہیں۔ براہ مہربانی ایسے سکول جن کی عمارت زیادہ خطرناک ہے ان کو priority دی جائے اور ان کی بلڈنگز کا معائنہ کیا جائے۔ دوسرا ایک اہم سوال یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے منسٹر ایجوکیشن سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جتنے بھی سکول ہیں ڈسٹرکٹ EDOs کہتے ہیں کہ یہ construction میں نہیں آتے اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کہتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے under جتنے بھی سکولز ہیں ان کو اپنے پنجاب کے سکولوں کی missing facilities میں شامل کریں تاکہ وہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر کی رولنگ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب نے آپ کی بات note کر لی ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک point raise کیا تھا اور میں اس پر آج ruling دینے لگا ہوں۔

During the sitting of the Assembly held on Tuesday, December 10, 2013, Mr Khalil Tahir Sindhu, Minister for Human Rights and Minority Affairs was presenting the viewpoint of the Government on the Adjournment Motions moved by the Honourable Members of Assembly. When the time of Adjournment Motion was over, Sheikh Ala-ud-Din, MPA (PP-181), on a point of order, contended that the replies to the Adjournment Motions should be given by the concerned Minister and, in

his absence, by the Law Minister and not by any other Minister. I, Sardar Sher Ali Gorchani, was presiding the session in my capacity as Acting Speaker, promised to look into the matter.

On Thursday, December 12, 2013, the same Minister was presenting the Government's stance on the Adjournment Motions being moved by the Honourable Members. When Sheikh Ala-ud-Din, MPA (PP-181) moved his Adjournment Motion No.741/2013, he once again objected to the replies not being given by the concerned Minister. The Minister for Human Rights and Minority Affairs was of the view that no where in the rules, it has been provided that the concerned Minister would give the reply to the moved Adjournment Motion. He added that the role of concerned Minister comes into action when the Adjournment Motion is admitted for discussion as per procedure laid down in Rule 85.

The undersigned reserved the ruling on the matter and pended the decision on the fate of Adjournment Motion No.741/2013.

On the same day, Sheikh Ijaz Ahmad, MPA (PP-68), after moving his Adjournment Motion No.746/2013 relating to Forest Department, also demanded that the reply should be given by the concerned Minister seconding the viewpoint of Sheikh Ala-ud-Din, MPA. The undersigned repeated my promise to give ruling on the matter.

I have given detailed consideration to the issue in the light of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and also the Rules of other Assemblies as well as the prevalent practice in various legislatures and have reached the conclusion that the primary object of an Adjournment Motion is to draw the attention of the House to a recent matter of urgent public importance having serious consequences and in regard to which a motion or a resolution with prior notice will be too late. The matter proposed to be raised should be of such a character that something very grave which affects the whole Province and the House is

required to pay its attention immediately by interrupting the normal business of the House. The Adjournment Motion is thus an extraordinary procedure which, if admitted, leads to setting aside the normal business of the House for discussing a definite matter of urgent public importance.

In Indian Lok Sabha, the practice is that if the Speaker is satisfied prima facie that the matter proposed to be discussed is in order under the Rules, he may give his consent to the moving of the motion and at the appropriate time, that is, after Question Hour, call upon the member concerned to ask for leave of the House to move the Adjournment Motion. If objection to leave being granted is taken, the Speaker will ask those members who are in favour of leave being granted to rise in their places and if not less than the required number rise accordingly, he will declare that leave is granted. If less than the required number rise, the Speaker will inform the member that he has not the leave of the House. There is no such practice or provision in their Rules of Business that the concerned Minister would give reply to the Adjournment Motion at this stage.

I must here quote the procedure prescribed in our Assembly in the year 1954 when laying down the procedural essentials of moving an Adjournment Motion, the Speaker, and Ch Fazal Elahi explained as under:

> "I have studied all the Rules and previous rulings on the subject and the procedure that I am now going to propose will be in the interest of the members because they will be given an opportunity to read their Adjournment Motions in the House. Previously, the Speaker used to read these Adjournment Motions himself and, as I pointed out, that was not strictly in according with the rules. The procedure that I am going

to lay down is that every Adjournment Motion which is tabled will be given to me before 7:30 am on each day and as soon as the Question Hour is over, I will call upon the member concerned to read his Adjournment Motion. If in my view the Adjournment Motion is clearly out of order, it will be disallowed at that stage and no Honourable Member will be permitted to make a speech or discuss it any further. But if I am in doubt or I want some elucidation, I will put some questions to the Honourable Member and, may be, I will have to refer the matter to the Government to explain any points with regard to the Adjournment Motion. If after the consideration of all these points, I come to the conclusion that the Adjournment Motion is in order, the leave of the House will be sought. If 63 members support the motion, it will be fixed for discussion at the proper time; but if the leave is refused, the matter will be dropped. In future, therefore, this will be the procedure."

This procedure is present in the West Pakistan Legislative Assembly Debates, dated August 2, 1956, Vol-II, page 90-91. No where in this procedure there is any mention of reply by the concerned Minister.

As far as the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly 2007 are concerned, they have the following Rule 113 which governs the procedure of Adjournment Motion:

"113.Grant or withholding of leave.-

(1) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order he shall ask whether the member has the leave of the Assembly

to move the motion and, if objection is taken, he shall ask such members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats.

(2) If less than the majority of the members present rises, the Speaker shall inform the member that he has not the leave of the Assembly, and if the majority of members present rises, the Speaker shall announce that leave is granted and that the motion shall be taken up before the last Call Attention Notice for discussion for not more than two hours on such day, within the same session, as the Speaker may fix."

Hence, there is no role of the Government or concerned Minister at the time of granting leave for discussion on the Adjournment Motion in the Rules of National Assembly.

In the backdrop of above observations, I rule as under:

"Rule 80 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 governs the initial stage of the Adjournment Motion and gives the power to Speaker to allow a mover to move his Adjournment Motion in the House. Rule 85 lays down the procedure for admitting a Motion for discussion. In neither of the two rules, there is any provision for the role of the Government or the concerned Minister. It is the House which grants (or withholds) the leave only "if the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order." If members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted and the

motion shall be taken up for discussion in the same session for not more than 2 hours on such day, as soon as possible, within three days after the leave is granted, as the Speaker may fix. The role of the Government or the concerned Minister comes into action on the day fixed by the Speaker for discussion of the Adjournment Motion. The prevalent practice of taking Government stance at the time of moving of the Adjournment Motion is just in order to facilitate the Chair and the House for granting of the leave and not as a matter of right of the mover or requirement of the Rules."

The point of order raised by Sheikh Ala-ud-Din, MPA (PP-181) is disposed of accordingly.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے ایک لمبی judgment دی ہے، آپ نے 1954 کا جو حوالہ دیا ہے اس کا مقصد تو یہ ہے کہ 1997 کے جو ہمارے پاس rules of procedure ہیں ان کو جناب نے آج overrule کیا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: last میں شیخ صاحب میں نے شاید اسی کا ہی حوالہ دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں، آج کی آپ کی جو judgment ہے، آج بھی ہم اس اسمبلی میں خلیفہ شجاع الدین کو یاد کرتے ہیں، آج آپ نے ایک بہت بڑی judgment دی ہے، میں آپ کو جو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے جو زیادہ emphasize کیا ہے، وہ اس پر کیا ہے کہ کیا کسی adjournment motion کو بحث کے لئے one-sixth of the Assembly Members جب اس کو vote کریں گے، اس پر تو میرا کوئی objection ہی نہیں تھا کیونکہ وہ تو جناب کا اختیار ہے لیکن جب میں یہ بات کہتا ہوں کہ متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری بولیں گے تو سیکرٹری اسمبلی صاحب! آپ

kindly تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائیں، سپیکر صاحب اپنے کام کو بہت جانتے ہیں۔ صفحہ 52 اور کلاز 88 ہے کہ:

A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration.

صرف ایک فقرہ سن لیجئے

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned

آپ نے 1954 کا حوالہ دیا ہے یہ آپ کا اختیار ہے لیکن اس کو overrule نہیں کر سکتے۔ آپ آج تاریخ لکھ رہے ہیں یہ میرا یا آپ کا مسئلہ نہیں ہے یہ اس اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے کہ اگر ہمیں موقع ملا تو ہم 2018 تک جائیں گے آپ یہ تاریخ لکھ رہے ہیں۔ آج آپ نے 54 کی ایک رولنگ کا reference دے کر 1997 کے ان تمام قوانین کو overrule کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں بات یہ ہے کہ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے جب یہ rule کہتا ہے کہ متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری آپ بااختیار ہیں لیکن میں تاریخ کا حصہ بننا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کا 95 percent gist یہ ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایوان میں debate کے لئے کیسے آئے گی؟ اس پر کسی ممبر کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ 63 ممبر ہونا ضروری ہیں۔ اگر میں بطور محرک آپ کو ووٹنگ کا کہوں لیکن میں نے ایسی بات نہیں کہی۔ میں تو کہتا ہوں کہ صرف متعلقہ منسٹر، میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری ہی اپنے محکمے کو دیکھ سکتا ہے۔ ایجوکیشن کا بندہ، لاء کا بندہ ہیلتھ کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے kindly اس پر غور کیجئے۔ آپ نے تو رولنگ دے دی لیکن منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری جو اپنے محکمے کے ذمہ دار ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل کیا ہوا ہے؟ کل مجھے ہیلتھ ایڈوائزر باہر ملے میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنا جواب کیوں نہیں دیا تو انہوں نے اسمبلی والوں سے کہا کہ یار آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں ہم اپنا جواب خود دیتے۔ اگر ہم نے عوام کا بھلا کرنا ہے تو متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری کس لئے ہیں؟ آپ نے رولنگ دے دی ہے میں اس پر نہیں بولتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اس پر in detailed ruling دے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ آج آپ نے 54 کا reference دے کر 1997 کو overrule کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے end میں 1997 کا بھی کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اگر وہ متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری لکھ رہا ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بات یہ ہے کہ یہ تو 1954 سے ایک practice چلی آ رہی ہے یہ important adjournment motions ہوتی ہیں۔ ہر جگہ یہ practice چلی آ رہی ہے اس کا ایک جواب آ رہا ہے۔ اب اس پر خلیل طاہر سندھو صاحب نے کہا تھا کہ مجھے کسی کا بھی حوالہ دے دیں۔ اب میں نے اس پر detail میں ruling دے دی ہے۔ اگر آپ اس پر ووٹنگ چاہتے ہیں تو مجھے بتا دیں میں اس پر ایوان میں ووٹنگ کروا لیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جی، ووٹنگ کروا لیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جی، ووٹنگ کروا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب ان کی تحریک آئے گی تو اس پر بات کریں گے ظاہر ہے ابھی تو نہیں ہوگی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے، آپ ووٹنگ کروا لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ جب اس پر آپ کی تحریک التوائے کار آئے گی اگر اس پر آپ کہیں گے تو میں ایوان میں ووٹنگ کروا لوں گا۔ ابھی تو میں تحاریک استحقاق لے رہا ہوں۔ پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دینے کے لئے کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ محترمہ! یہ تین تحاریک استحقاق ہیں ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! میں نے پہلے بھی ہمیشہ آپ کو موقع دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ جی لاء منسٹر صاحب! اس تحریک استحقاق کا جواب آگیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اسے جمعہ تک pending فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب نجیب اللہ خان صاحب کی ہے۔

ڈی ایف او بھکر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے جو ایک مہینے کے اندر اس کی رپورٹ دے گی۔

جناب نجیب اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک استحقاق رانا طاہر بشیر صاحب کی ہے لیکن ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے کہ اسے pending کیا جائے، لہذا اسے next session تک pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو مجھے دی گئی تھیں ان میں آپ کی نہیں تھی، انہوں نے اب مجھے دوبارہ دی ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھ دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات بھی سن لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دینے کا کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے کہا تھا کہ تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی، شیخ صاحب!

کالم نویس ڈاکٹر صفدر محمود کے معزز ممبران اسمبلی کے خلاف

ہتک آمیز اور بے بنیاد الزامات

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روز نامہ "جنگ" مورخہ 18۔مارچ 2014 میں ڈاکٹر صفدر محمود نے اپنے کالم میں پنجاب اسمبلی کے معزز ممبران کے بارے میں انتہائی ہتک آمیز اور بے بنیاد باتیں لکھی ہیں جو کچھ اس طرح سے ہیں کہ عملاً ایم پی اے حضرات کو ضلعوں اور تحصیلوں کا ڈپٹی کمشنر اور حکمران بنا دیا گیا ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ ایم پی اے کی مرضی کے بغیر کوئی ڈی پی او، ڈی ایس پی، ایس ایچ او، استاد، استانی تعینات نہیں ہو سکتی۔ جب ایم پی اے کی مرضی سے لوگ تعینات ہوں گے تو وہ ان کی حکم عدولی کیسے کریں گے۔ جمشید دستی ایم این اے کا شراب نوشی کے واقعات کا ذکر ہو جس کو خود جمشید دستی ایم این اے ثابت نہیں کر سکے تھے۔ ایم پی ایز کو محکمہ پولیس اور مال میں بھرتیوں کا حصہ دینے کے علاوہ نوکریوں کا کوٹہ دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انتظامیہ سیاست زدہ ہو چکی ہے یعنی موصوف کے مطابق جمہوریت ہی کو ختم کر دینا چاہئے۔ علاوہ ازیں موصوف لکھتے ہیں کہ آمنہ بی بی کیس کے مقدمہ کو وزیر صاحب کی سفارش سے خارج کر دیا گیا اور مزید فرماتے ہیں کہ ان مشکوک کردار کے پیشہ وارانہ سیاست دانوں کو پارٹی ٹکٹ کیوں دیتی ہے؟ اس طرح یہ سفارش راج جمہوری حکمرانوں کا عطیہ ہے۔ ڈاکٹر صفدر محمود کے مذکورہ کالم کی وجہ سے تمام معزز ایم پی ایز صاحبان کے بارے میں رائے ہے جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی آسانی کے لئے اس میں صرف ایک چیز add کروں گا کہ Punjab Assembly Decision کے صفحہ نمبر 355 پر خلیفہ شجاع الدین صاحب کا سول اینڈ ملٹری گزٹ کے خلاف ایک فیصلہ ہے آپ اسے base بنا کر اس کے خلاف کارروائی کریں۔ میں نے جان بوجھ کر اس میں کچھ فقرے نہیں لکھے میں نے آپ کو کاپی دے دی تھی انہوں نے ہمارے بارے میں اور بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کی عزت کی جائے،

الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا انہیں کوئی نہ کوئی خدا کا خوف ہونا چاہئے۔ یہ جس طریقے سے ہمارے بارے میں باتیں لکھتے ہیں، آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ مہربانی کر کے اس پر سخت قسم کا حکم دیں۔ میں نے آپ کو آپ ہی کے ایک predecessor کی ruling دی ہے جن کا بہت بڑا نام ہے۔ یہ Punjab Assembly Decisions میں صفحہ نمبر 355 پر خلیفہ شجاع الدین صاحب کی ruling ہے اور Civil & Military Gazette اپنے زمانے کا بہت بڑا اخبار تھا۔ آپ یہ ruling نکلوا لیں اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ آپ اس کے اندر کریں کیونکہ کسی ایم پی اے کے بارے میں بات کر دینا ایک فیشن بن گیا ہے۔ اسی طرح کامیڈین پروگراموں کے اندر نقلیں اُتاری جاتی ہیں۔ ہمیں بھی اختیار دینا چاہئے کہ ہم بھی ان کے بارے میں بتائیں کہ یہ کیا چیز ہیں؟ ہمارے منہ بند ہیں، ہم پارٹی اور floor کے پابند ہیں جبکہ یہ کسی کے پابند نہیں ہیں۔ یہ سارا دن جم خانہ میں بیٹھتے ہیں، شام کو ایک کالم لکھتے ہیں اور تبصرے کر کے گھر چلے جاتے ہیں۔ میں نے اپنی تحریک میں جان بوجھ کر کچھ sentences نہیں لکھے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کی ruling نکال لیں اور اس پر مہربانی کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے مجھے ان کی observation سے بالکل اتفاق ہے۔ میں شیخ صاحب کی اس بات کو بھی endorse کرتا ہوں کہ اس قسم کے کالم نہیں ہونے چاہئیں۔ انہوں نے چند باتیں کالم سے پڑھی ہیں اور اس کالم کا کچھ حصہ اپنی تحریک میں بھی quote کیا ہے تو یہ باتیں بالکل without verification ہیں۔ یہ کہنا کہ تمام ڈی پی او، آر پی او اور دوسرے انتظامی افسران ایم پی اے صاحبان کے کہنے پر لگائے جاتے ہیں اور یہ کہنا کہ ٹیچرز کی بھرتیاں ایم پی اے صاحبان کے کہنے پر ہوئی ہیں بالکل غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں without any verification لکھی گئی ہیں اور اس حد تک غلط ہیں کہ کوئی ان کو تسلیم نہیں کرے گا۔ تقریباً ایک لاکھ کے قریب ایجوکیٹرز بھرتی ہوئے ہیں اور پورا زمانہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس میں سختی سے merit پر عمل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں محترم شیخ صاحب کی خدمت میں بھی ایک دو چیزیں عرض کرنی چاہوں گا۔ ڈاکٹر صفدر صاحب کا کالم پتا نہیں کسی نے پڑھا تھا یا نہیں؟ شیخ صاحب چونکہ بہت زیادہ اخبار پڑھتے ہیں اور میڈیا کو بھی observe کرتے ہیں تو انہوں نے یہ کالم پڑھ لیا۔ اب انہوں نے اس کالم کی ایسی صورتحال اور اہمیت بنا دی ہے کہ ہر آدمی وہ کالم

ڈھونڈتا پھر رہا ہے تاکہ معلوم کر سکے کہ انہوں نے اس میں کیا لکھا ہے؟ شیخ صاحب! ذرا اس کا جائزہ لیں کہ اس کالم کو اہمیت دے کر آپ نے ڈاکٹر صفدر کی خدمت کی ہے یا ہماری خدمت کی ہے؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح سے کالم رُک نہیں سکتے۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی میں بھیج دیں، آپ اس کے اُوپر مقدمہ درج کروا دیں یا آپ اس کے اُوپر کوئی اور قانون لے کر آ جائیں لیکن اس طرح سے کالم رُک سکتے ہیں اور نہ ہی خبریں رُک سکتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اظہار رائے کی آزادی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کی کچھ limits ہیں۔ جب لوگ کالم لکھتے ہیں تو کئی دفعہ ان limit کو cross کر جاتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ان limits کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ ہمارے کچھ صحافی بھائی خبر دیتے وقت بھی اس سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ہم اس ایوان میں یا میڈیا سے بات کرتے ہیں تو کسی نہ کسی جگہ، کسی وقت اظہار رائے کی limit سے تجاوز کر جاتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس ایوان میں ایک ممبر اظہار خیال کرے اور اس کو آپ prosecution میں لے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کے اُوپر کسی قسم کی کوئی prosecution یا ضابطہ اس کو اور زیادہ اُبھارے گا۔ اس طرح کرنے سے ڈاکٹر صفدر کی اور زیادہ خدمت ہوگی جو کہ ہم قطعی طور پر نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے غلط بات کی ہے، غلط کالم لکھا ہے اور اس میں انہوں نے حقائق کو مسخ کیا ہے۔ میری شیخ صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ وہ جن چیزوں کو سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہیں ان کے اُوپر پوری تیاری کریں۔ ماشاء اللہ ان کی تیاری پہلے ہی بڑی ہوتی ہے تو وہ اس کو ایوان میں respond کریں۔ وہ جتنا وقت چاہیں آپ ان کو دیں۔ وہ تحریک التوائے کار لے آئیں اور اگر وہ کہیں گے کہ اس کو دو گھنٹے discussion کے لئے منظور کر لیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں لیکن ان چیزوں کا بڑے ہی respectfully انداز میں with arguments جواب دیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو ان کا جواب ہوگا وہ بھی کالموں اور خبروں میں جگہ پائے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری صحافت میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو معاملات کو ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھتے اور چھاپتے ہیں لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو غیر جانبداری سے ان چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ میری شیخ صاحب کی خدمت میں یہی گزارش ہے کہ اس کا بہتر اور صحیح راستہ یہ ہے کہ ہم ان بالکل غلط اور frivolous الزامات کا جواب on the floor of the House اور دوسری جگہوں پر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو prosecution or legal action کی طرف لے کر جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ ہمارے مفاد میں ہوگا اور نہ ہی اس میں کوئی کامیابی کی صورت مجھے نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر بے شک ایک کمیٹی بنا دیں جس میں قائد حزب اختلاف بھی شامل ہوں۔ جب ایم پی اے صاحبان کی بات ہوتی ہے تو اس میں سب شامل ہوتے ہیں۔ وہ کمیٹی بیٹھ کر اس ساری صورتحال اور میرے نقطہ نظر کو بھی دیکھ لے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے مطابق اس معاملے کو آگے بڑھانا زیادہ بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، شکر ہے کہ پہلی دفعہ آپ رانا صاحب سے اتفاق کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم کسی ایک کالم نویس یا کسی ایک خبر کی بنیاد پر یہاں پر تحریک استحقاق لے کر آئیں گے تو پھر شاید کوئی اور کام یہاں پر نہیں ہو سکے گا۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہ perception کیوں بنی ہے؟ ہم ایم پی اے ہیں، We are elected people. اور ہم good governance کی بات کرتے ہیں۔ ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور ہم عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہمیں اس تاثر کو زائل کرنا ہے کہ خدانخواستہ ایم پی اے کروڑوں روپے خرچ کر کے آتا ہے، وہ رسہ گیر ہوتا ہے، وہ ساری نوکریاں خود تقسیم کرتا ہے، وہ اپنی مرضی کا تھانے دار اور ایس پی لگاتا ہے۔ اگر تھانے دار اور ایس۔پی اس کی بات نہ مانے تو اس کو معطل یا تبدیل کروا دیا جاتا ہے۔ اس میں کچھ نہ کچھ باتیں ایسی ضرور ہیں تب ہی یہ perception بنی ہوئی ہے۔ جس طرح ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔ ہم سب کو elected being member آگے کی طرف بڑھنا ہے اور اس منفی تاثر کو زائل کرنا ہے۔ جب ایم۔پی۔اے کا نام آئے تو لوگ عزت، احترام، توقیر کے ساتھ بات کریں اور کہیں کہ یہ وہ فرد ہے جسے اس کے حلقہ انتخاب میں بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے elect کر کے بھیجا ہے۔ ڈاکٹر صفدر محمود صاحب انتہائی قابل احترام اور بڑے دانشور ہیں۔ He got a very good reputation. وہ سی۔ایس۔پی افسر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر انہوں نے یہ کالم لکھ دیا ہے۔ مجموعی طور پر آپ ان کے کالم پڑھیں تو اکثر ان کی باتیں constructive ہوتی ہیں۔ ان کے کالموں میں food for thought اور بہت سی informative چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! انہیں ایسا کالم لکھنے سے پہلے کچھ پوچھنا چاہئے تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے آپ کوئی کمیٹی بنا دیں تاکہ اس طرح کی خبروں کی آئندہ سے روک تھام کے لئے کوئی لائحہ عمل طے ہو سکے اور ہمارے اس مقدس ایوان اور معزز ممبران کا تاثر ٹھیک ہو سکے۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان نے جو بات کی ہے میرا حق ہے کہ میں اُس بات کا جواب دوں۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! چونکہ ایک بات open ہو گئی ہے تو آپ کو چاہئے کہ آپ اُس پر ہمیں پورا ٹائم دیں۔ میں رانا ثناء اللہ خان صاحب اور قائد حزب اختلاف کا احترام کرتا ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ perception کیوں بنی؟ رانا ثناء اللہ خان یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ ہمیں مصلحت کی خاطر خاموش ہو جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے یہ نہیں کہا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنا دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اگر آنکھیں بند کر کے ریت میں سر دبانے سے مسائل حل ہو جائیں تو پھر ایسا کر لینا چاہئے۔ Accountability کا concept یہ ہے کہ ہر چیز کو accountable ہونا چاہئے۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ جیسے رانا ثناء اللہ خان نے فرمایا ہے کہ یہاں ایک لاکھ سے اوپر educator, strictly on merit بھرتی ہوئے ہیں اور پولیس میں strictly on merit بھرتیاں ہوئی ہیں۔ آپ بے شک کسی سے check کروا لیں میں صفدر محمود صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی ڈی پی او یا کوئی ڈی سی او کسی ایم پی اے یا کسی ایم این اے کے کہنے سے نہیں لگتا۔ جس طرح قائد حزب اختلاف فرما رہے ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی معزز ہیں اور وہ سُنی سُنائی بات کر دیتے ہیں۔ یہی معزز یہی کالم لکھتے ہیں اور پھر وزارتوں میں اپنی جگہ پاتے ہیں اور پھر یہی معزز لوگ جم خانہ میں بیٹھ کر کالم لکھ لکھ کر دعا کرتے ہیں کہ یہ democracy چلی جائے اور مارشل لاء آئے تاکہ وہ سارے لوگ وہاں پر وزارتیں لے سکیں۔ میں رانا ثناء اللہ خان کی عزت کرتا ہوں انہوں نے صحیح فرمایا لیکن باہر ہمارا جو perception بن چکا ہے اگر ہم اپنے آپ کو خود defend نہیں کریں گے اور اگر ہم اس کو کمیٹی میں لے کر جاتے ہیں تو وہاں coop نہیں چلنی۔ میں پچھلے پانچ سال استحقاقات کمیٹی کا چیئرمین رہا ہوں تو وہاں پر کچھ نہیں ہونا۔ کمیٹی صفدر محمود صاحب سے صرف پوچھے گی کہ آپ نے یہ یہ contents لکھے ہیں تو آپ بتائیں

کہ اس حوالے سے آپ کے پاس کیا material ہے آپ ثبوت دیں؟ وہ وہاں پر جب کٹہرے میں آئیں گے تو اُس وقت پتا چلے گا۔ صحافی بھی بہت اچھے ہیں، میں صفدر محمود صاحب کو کچھ نہیں کہتا وہ بھی بہت اچھے ہیں لیکن یہ ہمارا حق ہے کیونکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف سے بھی میری یہ استدعا ہے کہ مصلحت سے تھوڑا سا اُٹھ کر اپنے اس معزز ایوان کی خاطر اور اپنے ایم پی ایز کی خاطر آپ مہربانی کر کے اس معاملہ کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں رانا ثناء اللہ خان، میاں محمود الرشید صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب کو زحمت دوں گا کہ وہ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آئیں۔ میں اس کو pending کرتا ہوں اور اس پر ہم بیٹھ کر discuss کرتے ہیں۔ جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری صرف یہ submission ہے کہ آزادی اظہار یا freedom of expression کے اوپر پہلی قدغن اس چیز کی maturity ہے کہ آپ جو لکھ رہے ہیں اُس کو کسی چیز کے ساتھ substantiate کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ محرک نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اُس میں صرف یہ content پایا جانا کہ کیا اُس کے اندر ایسا مواد ہے جس کے ساتھ اس معزز ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا؟

There are two questions in it, which the honourable Chair has to look. You don’t have to take any dictation from the Treasury Benches and you don’t have to take any dictation from the Opposition Benches.

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! میں نے اس پر بات کر دی ہے اور اس کو pending کر دیا ہے۔ ہم آج ہی بیٹھ کر اس پر کوئی decision لیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس معاملہ کے حوالہ سے پورے ایوان کا concern آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ ملک محمد احمد خان بھی بڑے relevant ہیں اور رانا ثناء اللہ خان نے بھی to the point اور بڑی relevant بات کی ہے۔ اس میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس معزز ایوان کے تقدس کو ensure کرنے کے لئے اور ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہم کسی کی rating بڑھائیں اور کسی کو بہت بڑے کالم نویس کی حیثیت سے اس معزز ایوان سے clean chit دے کر بھجوادیں لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی بندہ مادر پدر آزاد جو مرضی لکھ دے اور ہم خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ

استحقاقات کمیٹی سے بھی تھوڑا آگے بڑھ کر اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور آپ اُس کمیٹی میں پریس گیلری کمیٹی کے صدر کو بھی شامل کریں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ہم صبح اسی ایوان میں انشاءاللہ تعالیٰ announce کریں گے۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 917/13 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ، ڈاکٹر مراد راس صاحب اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی ہے۔ جی، گوندل صاحب! (قطع کلامیاں)

ملک محمد احمد خان صاحب! میں نے اُس تحریک استحقاق کو pending کر دیا ہے کیونکہ مجھے rules allow کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ملک محمد احمد خان واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ملک صاحب! آپ ایسا نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات نہیں سنی گئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ کی کیا بات نہیں سُنی گئی؟ آج ہی منگوائی گئی ہے۔ آپ ایسے اُٹھ کر خواہ مخواہ ایوان کا وقت نہ ضائع کریں۔ جی، گوندل صاحب!

لاہور میں اغواء اور کار چھیننے کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین گوندل): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ ضلع لاہور میں وہیکلز چھیننا اور چوری کی بڑھتی ہوئی واردات ہائے کی روک تھام و برآمدگی مسروقہ وہیکلز کے لئے ضلع لاہور کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکے لگائے گئے ہیں اور تفتیشی افسران و ملازمان متعینہ سٹی و صدر ہائے لاہور کی مختلف ٹیمیں تشکیل دے کر دیگر اضلاع میں بھی برائے چیکنگ و تلاش مسروقہ وہیکلز و گرفتار سارقان وہیکلز حسبِ ضابطہ بھجوائی جاتی ہیں۔ سال

2013اور سال رواں میں کل 915چھینی گئی اور سرقہ شُدہ گاڑیاں برآمد کر کے ملزمان کو گنہگار پا کر حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے۔ شعبہ سٹی وصدر لاہور آئندہ بھی وہیکلز چوری وچھیننے کی وارداتوں کے انسداد وتدارک کے لئے شب وروز سخت محنت، لگن اور جانفشانی سے کارہائے منصبی انجام دے رہے ہیں۔ جو بھی لوگ اس میں ملزم پائے گئے اُن کی حسبِ ضابطہ گرفتاری کر کے چالان سپرد عدالت کئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ میں محترم ملک وارث کلو سے گزارش کروں گا کہ وہ ملک محمد احمد خان کو منا کر ایوان میں لے آئیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے اس معزز ایوان کے سامنے محترمہ راحیلہ انور صاحبہ سے یہ بات کی ہے [****] محترمہ کو point of order پر اپنی بات تو کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، بات یہ ہے کہ محترمہ نے وزیر تعلیم سے کہا کہ آپ ہمارے questions کو serious نہیں لیتے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے سوالوں کو serious لیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے سوالوں کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم آپ کو serious لیتے ہیں۔ میری عرض سُنیں، اس پر آپ کا ایک independent view آنا چاہئے۔ آپ وزیر صاحب کو defend کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل نہیں کر رہا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہیں کم از کم اپنی بات تو کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میں نے انہیں پورا موقع دیا۔ ان کے سوالات نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ضمنی سوالات کئے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ناں، ناں۔ کم از کم ان کا پوائنٹ آف آرڈر تو انہیں دے دیں۔ آپ اپوزیشن کی زبان کیوں بند کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں مظفر گڑھ والے معاملہ میں تین دن کوشش کرتا رہا ہوں لیکن موقع نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! میری بات سنیں۔اس کے بعد آپ بولیں۔اس دن جب لاء منسٹر صاحب نے مظفر گڑھ والے واقعہ پر بات کی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ لاء منسٹر کی بات سننے کے بعد آپ جتنی دیر اس پر بات کرنا چاہیں تو کریں۔آپ کے ہی ایک معزز ممبر نے اس دن اٹھ کر کورم point out کیا تھا میرے خیال میں شاید آپ کو یاد ہوگا۔اس دن کورم پورا نہیں تھا اس لئے اجلاس ختم کر دیا گیا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کل بھی وقت نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کل بالکل اس پر مجھ سے time نہیں مانگا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے پوری کوشش کی اور آپ نے time نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آج بات یہ ہے کہ میں نے اس دن آپ سے کہا تھا، پہلے دن بھی مظفر گڑھ والے واقعہ پر آپ نے بات کی تھی۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب آ جاتے ہیں تو آپ اس کا جواب لے لیں۔ دیکھیں! اس طرح نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں میں اس کا جواب لے لوں۔اس کے بعد میں صدیق خان صاحب کی بات سنتا ہوں۔ تحاریک التوائے کار کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ مجھے پہلے اسے لینے دیں۔ (قطع کلامیاں)

صدیق خان صاحب! یہ ساری تحاریک التوائے کار تقریباً آپ کی ہیں، یہ اپوزیشن کی ہیں اور آدھی سے زیادہ عامر سلطان چیمہ صاحب، آپ کی، سردار شہاب الدین صاحب کی اور وقاص حسن موکل صاحب کی ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! معزز خاتون کی insult ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ محترمہ قابل احترام ہیں۔ان کی کوئی insult نہیں کی گئی۔ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ان کی عزت سب سے زیادہ مقدم ہے۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 920/13 ہے۔ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، گوندل صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ ہمیں بولنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کے بعد آپ کو بولنے کا موقع دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

عباسی صاحب!آپ تشریف رکھیں اس کے بعد میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

مزنگ لاہور کے رہائشی عبدالحمید کی بیٹی ماریہ جہیز نہ لانے کی بناء پر سسرال کے ہاتھوں قتل

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر920/13 کا جواب یہ ہے کہ DSP پرانی انار کلی سرکل مسمی عبدالحمید ولد معراجدین نے ایک درخواست مقامی تھانہ مزنگ میں گزاری کہ میری بیٹی مسماۃ ماریہ بعمر قریب اٹھارہ سال کی شادی ہمراہ علی ولد ظہیر احمد عرصہ قریب تین ماہ قبل ہوئی کچھ عرصہ بعد ہی میرے داماد نے جہیز کے لالچ میں میری بیٹی سے اپنے گھر والوں سے رقم مانگنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا وہ آئے دن میری بیٹی پر ناجائز تشدد کرتا تاکہ وہ مجھ سے ناجائز رقم وصول کرتا رہے۔امروز مورخہ 30-8-2013 کو مذکورہ نے اپنی والدہ بہار بانو اور بھائی رضا کے ہمراہ میری بیٹی جو کہ تین ماہ کی حاملہ بھی تھی پر بے پناہ تشدد کیااور گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جس پر مقدمہ نمبر488/13 مورخہ 30-8-2013 جرم302/34 ت پ تھانہ مزنگ درج رجسٹر کر کے تفتیش بذریعہ محمد سلیم سب انسپکٹر انوسٹی گیشن، عبدالحمید سب انسپکٹر انوسٹی گیشن اور بعد ازاں بذریعہ عرفان خان طارق ASP/SDPO نواں کوٹ سرکل عمل میں لائی گئی لیکن دوران تفتیش مقدمہ ہذا جھوٹا ثابت ہوا جس پر اخراج رپورٹ مورخہ 22-12-2013 کو مرتب ہوئی۔ البتہ محترمہ نگہت شیخ ایم پی اے صاحبہ کی جہیز کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی بابت تجویز قابل تحسین ہے جس میں معاشرہ کے تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے۔اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!اس میں بحث کی واقعی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے 8-مارچ کو یہ تحریک پڑھی تھی اور آپ سے گزارش کی تھی کیونکہ یہ خواتین کے حوالے سے ہے کہ آپ اس کو بحث کے لئے رکھ لیں۔ یہ بہت اہم issue ہے۔ اگر تحریک التوائے کار کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ جمع ہو، محرک پڑھے، منسٹر جواب دے اور dispose of ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایسا ہی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پھر مسائل کا تو کوئی حل نہ ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے آگے چلنے دیں۔ اگر آپ اس پر کوئی ووٹنگ چاہتی ہیں تو مجھے بتائیں میں ابھی ووٹنگ کرا لیتا ہوں۔ اگر 63 ممبران آپ کے حق میں آ گئے تو پھر اس پر کوئی دن fix کر لیں گے۔ اگر آپ اس پر بحث نہیں چاہتیں تو اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آپ ووٹنگ کرا لیں۔ کمیٹی روم میں خواتین کی میٹنگ ہو رہی ہے جہاں پر تمام خواتین گئی ہیں آپ پہلے ان کو بلا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں انہیں کیسے بلا سکتا ہوں؟ آپ ان کو بلا کر لائیں۔

محترمہ نگہت شیخ: سر! پھر آپ مجھے time دے دیں۔ میں ووٹنگ سے پہلے جا کر بلا لاتی ہوں۔ ممبران تو موجود ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! مجھے حکم کریں میں بلا لاتی ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آپ محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کو بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules of Procedure کا Rule-85 ہے کہ:

(2) If members less than one-sixth of the total membership of the Assembly rise in their seats, the Speaker shall inform the member that he has not the leave of the Assembly.

(3) If members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted and the motion shall be taken up for discussion in the same session

for not more than two hours on such day, as soon as possible, within three days after the leave is granted, as the Speaker may fix:

Provided that the Speaker may of his own or on a motion made by a member extend the sitting of the Assembly on such day by two hours.

محترمہ نے ایک پوائنٹ raise کیا تھا،ان کی ایک تحریک التوائے کار 920/13 کا جواب آگیا ہے۔ محترمہ اس پر ووٹنگ کرانا چاہتی ہیں۔اس پر 1/6 ممبران کی حمایت ضروری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت 1/6 تو موجود بھی نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! یہ میرا کام تو نہیں ہے، جتنے موجود ہیں انہوں نے ہی اس پر ووٹ کرنے ہیں۔ کل ممبران میں سے ہی ہیں۔ اگر آپ اس کو واپس لینا چاہیں تو بے شک لے سکتے ہیں ورنہ میں تو ووٹنگ کراؤں گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اسے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ pending نہیں ہو سکتی۔ نہیں۔ نہیں۔ اب یہ pending نہیں ہو گی۔ جو ممبران چاہتے ہیں کہ اس تحریک پر ووٹنگ کرائی جائے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اسے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے۔ I am sorry اس پر ایک ممبر بھی کھڑا نہیں ہوا اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین، شیخ اعجاز احمد اور محترمہ شمیلہ اسلم
اپنی نشستوں پر کھڑے ہوئے)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں کھڑا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہاں پر چار ممبران کھڑے ہوئے ہیں۔ یہاں پر ممبران کھڑے نہیں ہوئے اس لئے leave is not granted یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! مجھے time دے دیتے تو میں ممبران کو بلا لاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ میں کرنل شجاع خانزادہ صاحب، رانا رؤف صاحب اور باجوہ صاحب سے کہوں گا کہ اپوزیشن کے جو ممبران واک آؤٹ کر گئے ہیں انہیں منا کر ایوان میں لے کر آئیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 14/238 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے، یہ تحریک پڑھی جاچکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

سرگودھا محکمہ اوقاف کے یونٹ نمبر 30 چک شمالی 43 کی دکانوں پر محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 238 کا جواب یہ ہے کہ جامع مسجد وقف قبرستان واقع چک 43 شمالی بالمقابل جنرل بس سٹینڈ سرگودھا سے ملحقہ یونٹ نمبر 30 مسٹر اظہر علی ملہی ولد محمد اسلم کے نام کرایہ داری پر تھا۔ کرایہ دار نے بلا اجازت محکمہ اوقاف یونٹ کی حیثیت کو تبدیل کرتے ہوئے D کلاس ویگن سٹینڈ بنالیا زونل ناظم اوقاف سرگودھا نے کرایہ کی عدم ادائیگی و شرائط کرایہ داری کی خلاف ورزی پر حسب ضابطہ اس کی کرایہ داری مورخہ 08-01-2010 کو منسوخ کردی۔ جس کے خلاف کرایہ دار نے ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب کو بحالی کرایہ داری کے لئے اپیل دائر کی جو مورخہ 26-06-2010 کو مسترد کردی گئی۔ اپیل کے مسترد کرنے کے بعد مینجر اوقاف نے ہمراہ پولیس اس یونٹ کو سر بمہر کردیا جبکہ اس فیصلہ کے خلاف کرایہ دار نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن نمبر 18998 دائر کردی جس پر ہائی کورٹ نے اپنے فیصلہ مورخہ 03-09-2010 کو حکم امتناعی جاری کردیا۔ جو تا حال جاری ہے کہ جبکہ کرایہ دار نے سر بمہر دکان کی سیلیں توڑ کر دوبارہ یونٹ پر ناجائز قبضہ کرلیا۔ عدالت عالیہ کی طرف سے رٹ پٹیشن مذکور کی تاریخ سمعت مقرر نہ ہونے کی بناء پر محکمہ اوقاف کی طرف کیس مذکوور کی فوری سماعت کے لئے دائر درخواست پر مورخہ 20-12-2013 اور 11-12-2012/11-05-2012/20-04-2012 اور 28-03-2012 تاریخ ہائے سماعت مقرر ہوئیں مگر کیس مذکور کی عدلت میں سماعت نہ ہوسکی۔ لیگل ایڈوائزر اوقاف کے توسط سے کیس مذکور کی فوری سماعت کے لئے عدالت عالیہ نے دوبارہ

درخواست دائر کی جاچکی ہے۔بوقت سماعت عدالت عالیہ کی طرف سے جاری حکم امتناعی کے اخراج کی کوشش کی جائے گی اور حکم امتناعی کے اخراج کے بعد بے دخل قبضہ کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔مزید برآں اس یونٹ کے بارے میں سال 1995 تک کسی عدالت میں کوئی کیس زیر کارروائی نہ تھااور یہ کہ محکمہ اوقاف کا وکیل انیس سال سے کبھی پیش نہیں ہوا، درست نہیں ہے۔کرایہ دار سے جو کرایہ وصول کیا جاتا رہا اس کی حسب ضابطہ رسیدات جاری کی گئیں اور کیش بک میں باقاعدہ اندراج کیا گیا ہے۔سیکرٹری DRTA سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق مسٹر اظہر علی ملی نے انہیں اس غیر قانونی ڈی کلاس اڈا کی منظوری کی استدعا کی تھی جو ضابطہ کی کارروائی کے بعد مسترد کر دی گئی جس کے خلاف اس نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔مابعد عدالت عالیہ نے معاملہ بغرض فیصلہ سینئر سول جج سرگودھا کو ریمانڈ فرمادیا جبکہ اس معاملہ میں حکم امتناعی کو بحال رکھا۔اس وقت یہ معاملہ بھی عدالت میں زیر سماعت ہے۔تاہم قابض اظہر ملی ولد محمد اسلم نے محکمہ اوقاف اور سیکرٹری RTA کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات دائر کرتے ہوئے عدالتوں کی طرف سے جاری حکم امتناعی کی آڑ میں رقبہ پر اپنے قبضہ کو برقرار رکھا ہوا ہے۔عدالت عالیہ کی حکم امتناعی عارضی کے اخراج کے بعد حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے لہذا تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 243/14 عامر سلطان چیمہ صاحب اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے احمد خان صاحب سے بات کی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ میں آجاتا ہوں میں نے انہیں assurance دی ہے لیکن وہ کہہ رہے تھے کہ:

Assembly Rules of Procedure that must be followed in letter and spirit.

میں نے ان سے کہا ہے وہ آرہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! ملک احمد خان صاحب کو کہیں کہ میں بالکل انہیں ہی follow کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ملک محمد احمد خان واک آؤٹ ختم کر کے
واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

ملک محمد احمد خان صاحب! بڑی مہربانی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری humble submission ہے کہ تین چار دن سے چیمہ صاحب بھی بیٹھے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ پری بجٹ discussion کی جائے۔ اپوزیشن ممبران روزانہ ہی واک آؤٹ کر دیتے ہیں جیسا کہ آج بھی انہوں نے واک آؤٹ کر دیا ہے۔ کسی کو بھیج کر انہیں بلائیں تاکہ pre-budget discussion شروع ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر کے معزز ممبران پی ٹی آئی واک آؤٹ ختم کر کے
واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپوزیشن کے ممبران کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 243/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم اپوزیشن لیڈر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): چلیں، کرنل صاحب پہلے بات کر لیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق ہم نے قائد حزب اختلاف اور باقی معزز ممبران سے بات کی ہے۔ ان کے کچھ objections ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ جب ایوان کی کارروائی چل رہی ہوتی ہے تو شاید ان کو زیادہ وقت نہیں دیا جاتا۔ ان کو وہ importance نہیں دی جاتی جو کہ دی جانی چاہئے۔ ان کے points of orders کو refuse کیا جاتا ہے۔ ان کا سارا focus قابل احترام قائم مقام سپیکر کی طرف ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ یہ سب کچھ intentionally کر رہے ہیں۔ میں نے ان کو بہت درخواست کی کہ آپ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے ہم تین چار ممبران ایوان میں جائیں گے اور ہم اپنی reservations on the floor of the House پیش کر دیں گے اور اس کے بعد جو ردعمل ہوگا اس کے مطابق ہم اگلا قدم اٹھائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! بہت شکریہ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے اپوزیشن سے جو مذاکرات کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ آپ کے حکم کے مطابق ہوئے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے لیکن جو تفصیل وہ بیان کر رہے تھے اس کے متعلق میری یہ observation ہے کہ جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی ہے اس کا یہی مقصد ہے جس میں محترم لیڈر آف دی اپوزیشن اس کے ممبر ہیں۔ جن points پر کرنل صاحب نے بات کی ہے ان سے متعلق آپ بے شک آج یا پھر کل اجلاس شروع ہونے سے پہلے میٹنگ رکھ لیں تو میرا خیال ہے کہ یہ جو discussion ہے کیونکہ اس میں conduct of Speaker بھی ساتھ آ رہا ہے تو یہ بات صرف اور صرف بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی جس دن پہلے آپ رکھتے ہیں تو دس منٹ بیٹھ کر تمام پارلیمانی لیڈر وہاں سے نکل جاتے ہیں اور day to day بزنس پر کبھی بات نہیں ہوتی۔ اب جو مسئلہ پچھلے دو تین دن سے ہمارے معزز ممبران کی طرف سے آ رہا تھا کہ سپیکر صاحب ہمیں کسی بھی مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر پر کھل کر بات نہیں کرنے دیتے اور خاص طور پر آج جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ ہماری ایک معزز ممبر راحیلہ انور صاحبہ جو ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے منسٹر صاحب سے کہا کہ ہمارے علاقے میں جو سکول ہیں آپ اس area کو بھی serious لیں وہاں پر بھی یہ facilities نہیں ہیں جس کے جواب میں وزیر تعلیم نے بڑے ذومعنی انداز میں یہ کہا [*****] میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ یہ سمجھ رہی ہیں کہ میری اس سے ذاتی طور پر توہین ہوئی ہے اور اس طرح کی فقرے بازی وہ expect نہیں کرتی تھیں کہ وزیر تعلیم اس انداز کے ساتھ ایک معزز خاتون کو جو اٹھ کر بات کر رہی ہیں اس کو اس طرح سے جواب دیں گے۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہی تھیں۔ میں اس وقت ایوان میں نہیں تھا لیکن انہوں نے کہا کہ میں نے دو تین دفعہ کوشش کی کہ میں اٹھ کر اپنا یہ اعتراض کروں کیونکہ اس وقت منسٹر صاحب بھی یہاں پر موجود تھے لیکن میرے مسلسل اصرار کے باوجود سپیکر صاحب کی طرف سے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کرنے دی گئی۔ یہ جو ایک رویہ ہے جس میں اپوزیشن یعنی سب کا خیال ہے کہ ہمیں دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے جس طرح کی بھی کوئی بات ہوتی ہے وہ آپ وزراء کو بھی advocate کرتے ہیں، انہیں ease out کرتے ہیں اور ہمارے ممبران جو بڑی serious بات کرنے

کے لئے بھی ترس رہے ہوتے ہیں اور کئی کئی دفعہ کھڑے ہوتے ہیں لیکن انہیں بات کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا مشہود صاحب کی طرف سے اس طرح کی جو بات کی گئی ہے انہیں اس پر معذرت کرنی چاہئے، sorry کرنی چاہئے اور apologize کرنا چاہئے کہ کسی بھی معزز خاتون ممبر کے بارے میں اس طرح کے الفاظ جس سے ان کی توہین کا پہلو نکلتا ہو وہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ ہمارے تمام ممبران کا یہ خیال ہے کہ سپیکر صاحب ہمیں موقع نہیں دے رہے اور اگر وہ ہمیں موقع نہیں دیتے تو ہم ایوان کے باہر جاکر بیٹھ کر کارروائی سنتے ہیں پھر اس کے علاوہ ہم اور کیا کر سکتے ہیں؟

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ عباسی صاحب کا یہ مؤقف تھا کہ جس دن مظفر گڑھ واقعہ کے اوپر بات ہوئی اور لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر جواب دیا تو اس کے بعد آپ کے بہت سے ممبران یہاں پر بولنا چاہتے تھے میرے خیال میں شاید آپ بھی ایوان میں موجود تھے تو میں نے انہیں کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب کی بات سننے کے بعد آپ جتنی مرضی دیر یہاں پر مظفر گڑھ کے واقعہ پر بات کرنا چاہیں میں بالکل آپ کو floor بھی دوں گا اور آپ کی پوری بات بھی سنوں گا لیکن جونہی رانا صاحب نے بات ختم کی تو آپ کے ہی ایک ممبر نے اٹھ کر کورم point out کیا اس کے بعد کورم پورا نہیں ہوا جس کی وجہ سے مجھے اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔ آج جو محترمہ والی بات ہے یہاں پر منسٹر صاحب موجود نہیں تھے اور شیخ علاؤالدین صاحب نے چونکہ ruling مانگی تھی تو میں وہ ruling پڑھ رہا تھا اس کے بعد محترمہ نے شاید ایک آدھ دفعہ کہا تو میں ان کی یہ بات شاید نہیں سن سکا۔ اگر ایجوکیشن منسٹر یہاں پر موجود ہوتے تو وہ شاید اپنی بات یہاں پر explain کر سکتے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ اس قسم کی کوئی بات ہوئی ہے اگر کوئی اس قسم کی بات انہوں نے کی بھی ہے جو محترمہ کو بُری لگی ہے تو اس کو ہم کارروائی کا حصہ نہیں بنائیں گے۔ باقی ایجوکیشن منسٹر رانا مشہود صاحب یہاں پر آجائیں گے وہ اپنی اس بات کو explain کر دیں گے کہ انہوں نے کیوں یہ بات کی ہے؟ ان کا مؤقف بھی کم از کم آپ کو سننا چاہئے اور آج کی proceeding آپ نکال کر دیکھ لیں یا کل کی proceeding نکال لیں۔ مجھے Rules کے مطابق چلنا ہے تو تحاریک التوائے کار maximum اپوزیشن کی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ maximum time آپ کو دیا جائے۔ آپ proceeding نکلوا کر دیکھ لیں تو ضمنی سوالات اپوزیشن کی طرف سے ہوتے ہیں، وقفہ سوالات میں maximum supplementary

questionsاپوزیشن کی طرف سے لئے جاتے ہیں،اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے زیادہ ہوں تو پھر جو بات ہے وہ آپ یہاں پر کریں۔ میں ان کو maximum time دیتا ہوں اور اس بات پر ان کا یہ الزام Chair پر لگانا کہ آپ ان کو ٹائم نہیں دیتے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی الزام ہے۔ باقی رانا مشہود صاحب یہاں پر آ جائیں گے تو وہ اس حوالے سے اپنی بات کی وضاحت کر دیں گے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ تحریک التوائے کار کا ایک ٹائم مقرر ہے وہاں پر ان کے جواب دیئے جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اس کے بعد پورا ایک گھنٹہ بولنا چاہیں تو میں اس پر آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا لیکن مجھے چونکہ rules کے مطابق چلنا ہے وہ چاہ رہے تھے کہ پہلے مجھے پوائنٹ آف آرڈر دیا جائے تو میں نے اس بات پر منع کیا ہے لہذا میرا خیال ہے کہ باقی اپوزیشن کو بھی آپ منا کر لے آئیں تو ان کو پورا یہاں پر ٹائم دیا جائے گا۔ اب آپ دیکھ لیں کہ میرے لئے سبطین خان صاحب اور آپ بھی قابل احترام ہیں۔ اب مجھے بتائیں کہ یہ اتنا important business ہے جو چل رہا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں اس کا کیا کروں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے بولنے کا موقع دیا جائے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو business ایک side پر رکھ دیتے ہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور آپ نے اس ایوان کو rules کے مطابق چلانا ہے۔ قائد حزب اختلاف بڑے پرانے ممبر ہیں اور میں بھی پرانا ممبر ہوں تو میں نے اس قسم کا نظارہ اس ایوان کے اندر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ rules کے مطابق سپیکر کے conduct کو اس طرح ایوان کے اندر openly discuss نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں سو دفعہ discuss کر سکتے ہیں لیکن ایوان کے اندر اس طرح سپیکر کی اتھارٹی اور conduct کو Rules کے مطابق discuss نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں نے یہاں بڑے بڑے نامور ممبر دیکھے ہیں تو جب سپیکر بول رہا ہوتا ہے تو ممبران آرام سے بیٹھ جاتے ہیں۔ آج آپ نے دیکھا کہ آپ بول رہے تھے لیکن کوئی آپ کی بات سننے کو تیار نہیں تھا اور سارے ممبران کھڑے تھے۔ میری قائد حزب اختلاف سے بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ ایوان کو in order کریں اور سپیکر بول رہا ہو تو کسی ممبر کو کھڑے ہو کر بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ بات سننی چاہئے کہ سپیکر کیا کہہ رہے ہیں، اگر اس طرح

آپ اپنی اتھارٹی کو concentrate کریں گے تو اس ایوان کو اعلیٰ طریقے سے چلایا جا سکتا ہے۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں بالکل ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر سبطین خان صاحب نے کوئی اور بات کرنی ہے تو بے شک کریں اور آپ ان کو ٹائم دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے بھی اپنا concern show کیا ہے تو آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ آج یا صبح رکھ لیں تو اس بات کو وہاں پر بیٹھ کر resolve کر لیا جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے کوئی اور بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے یہ بات کرنی ہے کہ جس طرح محترمہ راحیلہ صاحبہ والا کیس ہے اسی طرح ہمارے ایک اور معزز ممبر آصف صاحب تھے وہ بھی متعدد بار پوائنٹ آف آرڈر پر request کرتے رہے لیکن جب ان کو موقع نہیں ملا تو وہ as a protest اپنے منہ پر ٹیپ لگا کر بھی کھڑے رہے تو میرا خیال ہے کہ ان کی معمولی سی بات تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اس ایوان میں رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ rules کو ایک side پر رکھ کر ان کی بات سنی جائے۔ میں نے جب ان سے کہا ہے کہ تحاریک التوائے کار کا ایک ٹائم مقرر ہے اور maximum تحاریک اپوزیشن کے معزز ممبران کی ہی ہیں اور میں سب کچھ آپ کے لئے ہی کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ کو ٹائم دیا جائے گا لیکن انہوں نے منہ پر ٹیپ لگا لی۔ میں نے ان سے request کی تھی کہ ٹیپ اتار لیں لیکن انہوں نے نہیں اتاری۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم یہ بالکل نہیں چاہتے کہ آپ rules کو ایک side پر رکھیں۔ آپ ہمارے ایوان کے Custodian ہیں لہذا ممبران چاہے حکومتی بنچوں یا اپوزیشن سے ہوں ہم سب اپنے حلقوں سے جیت کر آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے دونوں برابر ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: ہم نےjointlyاس ایوان کو چلانا ہے لیکن اس پر میری صرفrequestیہ ہے کہ تحاریک التوائے کار ہوں یا کوئی بھیmotionsہوں اس حوالے سے آپ پچھلا ریکارڈ دیکھ لیں تو عموماً وہ آتی ہی اپوزیشن کی طرف سے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھproblemsزیادہ ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کےproblemsہی یہاں پرdecideکئے جاتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: وہ بات ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جو بھی تحاریک التوائے کار میرے پاس آتی ہیں ہم اس کو اس کا حصہ بناتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر وہاں پر کوئی اعتراض ہے تو وہ بتادیں بہر حال میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس آ جائیں۔ میاں صاحب! آپkindlyان کو واپس بلوالیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ آپ تھوڑا سا اپوزیشن کو بھی ٹائم دیا کریں کیونکہ ہمارے پاس یہیforumہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اگر آپ کہیں گے تو میں پچھلے اسی ہفتے کی جو بھیproceedingاس ایوان میں ہوئی ہے وہ میں کل آپ کے اپوزیشن لیڈر صاحب کو ایڈوائزری کمیٹی میں دے دوں گا اس میں آپ خود فیصلہ کر لیجئے گا کہ اپوزیشن کو کتنا ٹائم ملا ہے اور حکومتی ممبران کو کتنا ٹائم ملا ہے؟

جناب محمد سبطین خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل یہ آپdecideکر لیجئے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کل انشاء اللہ یہdecideکر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم کل یہ آپ کو دکھادیں گے۔ میاں صاحب! میری گزارش ہے کہ ان کو واپس بلالیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہماری محترمہ خاتون ممبر جو بڑے بُرے طریقے سےheartہوئی ہیں خاص طور پر ایجوکیشن منسٹر کےremarksپرheartہوئی ہیں۔ وہ اس پر اگر بات

کرنا چاہتی ہیں تو ان کی بات سن لی جائے۔ جب ایجوکیشن منسٹر ایوان میں ہوں گے یا ایوان سے باہر آپ کے چیمبر میں بات ہو سکتی ہے لیکن وہ جس طرح سے سمجھ رہی ہیں کہ میرے ساتھ بہت ہی زیادہ نامناسب رویہ اختیار کیا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہی محترمہ کو بلا لیں ہم ان کی بات سنتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید)، جناب محمد سبطین خان
اور میاں محمد اسلم اقبال محترمہ راحیلہ انور کو منانے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں اور ایوان کا ماحول بہتر رہنے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ youth کے ساتھ بھی یہاں پر زیادتی ہو رہی ہے۔ میں آپ کو بارہا بلکہ پورا دن بھی کھڑا ہوتا رہا ہوں اور کل بھی آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگتا رہا ہوں لیکن آپ نے مجھے نہیں دیا۔ اسی طرح آصف صاحب کا بھی issue تھا۔ اگر اس طرح سے چلتا رہا تو integrity of the House in question آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں بہتر ایوان چلاتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ بہتر طریقے سے چلے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جیسے آپ پچھلی کارروائی نکلوا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا تھا لیکن آپ نے نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اسی ہفتے کی proceeding نکلوا لیتے ہیں تو کتنی دفعہ آپ پوائنٹ آف آرڈر لے چکے ہیں اس کی تفصیل آ جائے گی۔ آپ نے باقاعدہ out of turn ایک تحریک دی تھی اس کو بھی میں نے take up کیا تھا۔ کم از کم اس کو بھی آپ دیکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار نمبر 243/14 کا جواب دیں۔

چوبرجی تا یتیم خانہ لاہور سے ملحقہ قبرستانوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! عامر سلطان چیمہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ لاہور کے موجودہ قبرستانوں میں میت دفنانے کی گنجائش تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کو میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ ان مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے یو سی۔84 کے لئے 43 کنال 13 مرلے اور یو سی۔90 کے لئے بتیس کنال رقبے کی منظوری فرمائی ہے اور پی اینڈ ڈی کو ہدایت کی ہے کہ تعمیر قبرستان کے فنڈز پی اینڈ ڈی بورڈ مہیا کرے گا۔ چنانچہ مذکورہ ترقیاتی سکیموں کا PC-1 مبلغ 16 کروڑ 1 لاکھ 30 ہزار 43 روپے یعنی 160 ملین تیار کر کے جناب ڈسٹرکٹ آفیسر پلاننگ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بھجوا دیا گیا ہے جو کہ حصول فنڈز حسب ضابطہ منظوری اور وصولی کے بعد موقع پر کارروائی تعمیر قبرستان کے سلسلے میں شروع کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سرکاری کارروائی شروع کرنے سے پہلے کورم پورا کر لیا جائے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے اور کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! کل اس وقت قائد حزب اختلاف بھی موجود تھے اور میں نے یہ عرض کیا تھا general discussion Question hour, privilege Motions, ایجنڈا ہوتا تھا۔ always Members Adjournment Motions and General discussion جو decide ہو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں، یہ دس سالہ نہیں، بیس سالہ نہیں بلکہ 60 سالہ اس ایوان کی tradition ہے اور روایات بھی rules کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ مسلمہ روایت ہے کہ جب general discussion ہو تو اس وقت کورم point out نہیں کیا جاتا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بجٹ کے اوپر حکومتی ممبران سے تجاویز لینے کے لئے ہمارے پاس مختلف forums موجود ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں مختلف ڈویژن کی کمیٹیاں بنائی ہیں جہاں پر تمام ممبران سے تجاویز لینے کا سلسلہ جاری ہے۔ جو ممبران حکومتی side کے ہیں، انہیں وہاں پر موقع ہے کہ وہاں پر وہ تجاویز دے سکیں لیکن on the floor of the House یہاں پر بھی یہ موقع دیا جانا ضروری ہے کیونکہ یہاں پر حکومتی بنچوں کے ساتھ اپوزیشن کے دوستوں کو بھی موقع ملے اور اس مقصد کے لئے میں نے آپ سے یہ عرض کی تھی کہ یہ جو چار دن رکھے گئے ہیں ان میں سے ایک دن تو کورم کی نذر ہو گیا۔ آج بھی اپوزیشن کی طرف سے کورم point out کیا گیا لیکن آج کا دن کورم کی نذر نہیں ہوا۔ میں اپوزیشن لیڈر پر یہ واضح کرتا ہوں کہ general discussion کے دوران کورم point out کرنے کی روایت نہیں ہے۔ اگر وہ pre budget discussion کے اوپر تجاویز نہیں دینا چاہتے تو پھر زبردستی ان سے تجاویز لینے کا ہمارا ابھی کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اگر وہ اس سلسلے میں بات نہیں کرنا چاہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن ضائع ہوا ہے۔ آج کا دن بھی ضائع ہونے جا رہا تھا، اگر انہوں نے اسی طرح سے چار دن ضائع کئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف وہ گلہ کرتے ہیں کہ انہیں بات کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا، انہیں وقت بہت کم دیا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف وہ وقت جو کہ کم از کم دواڑھائی گھنٹے یا تین گھنٹے کا وقت ہے اور وہ ان کے لئے ہے، اس کو کورم point out کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں انہیں ایک wise رویہ اپنانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قواعد کی معطلی کی ایک تحریک آئی ہے۔ جی، میاں محمود الرشید۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہماری معزز خاتون ممبر کے سوال پر جب وہ بات کر رہی تھیں کہ جو میرے علاقے کے مسائل ہیں، ان پر بھی اپنی seriousness show کی جائے لیکن منسٹر صاحب نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے۔[******]

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب کل آکر اپنی بات کی وضاحت کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہماری معزز خاتون بات کرنا چاہتی تھیں، اپنی پوزیشن clear کرنا چاہتی تھیں، منسٹر کے ان الفاظ کو condemned کرنا چاہتی تھیں لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ rules یہ کہتے ہیں کہ ایک بزنس ختم ہو تو اسمبلی کی proceedings پر پوائنٹ آف آرڈر لیا جاتا ہے لیکن آپ rules کے مطابق کہہ رہے تھے کہ میں نے اپنے بزنس کو ختم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہم نے rule of law کی بات کرنی ہے جو کورم کے لئے ہے کہ ایک روایت رہی ہے، اگر ایک غلط روایت رہی ہے تو ہم اس روایت کو آگے لے کر نہیں جائیں گے۔ جو rules کہتے ہیں اس کے مطابق ممبران کی حاضری بمطابق کورم requirement ہونا ضروری ہے۔ ہم ہر وقت جس وقت کورم پورا نہیں ہو گا، جس وقت violate rules ہوں گے، اس پر ضرور بات کریں گے اور اس پر ضرور point out کریں گے۔ جہاں تک بات کہ وہ سرکاری بزنس ہے یا پرائیویٹ بزنس ہے تو میری اب یہ درخواست ہو گی کہ منسٹر صاحب آکر معزز خاتون ممبر سے معافی مانگیں۔ جب تک وہ معافی نہیں مانگتے ہم اس اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے متعلق آپ نے بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ بات طے کر دی۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پہلے معزز خاتون ممبر کی بات سن لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس طرح سے بات نہیں ہوگی۔ کیا یہ اس طرح سے ہمیں dictate کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب آپ نے ایک وضاحت اور سراحت کے ساتھ بات طے کر دی کہ کل اس پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوگی اور متعلقہ منسٹر بھی یہاں پر آ کر اپنی بات کو explain کریں گے۔ اب اس پر صدیق خان صاحب نے کھڑے ہو کر بات کی اور انہوں نے واک آؤٹ announce کر دیا۔ اب وہ واک آؤٹ announce کرنے کے بعد پھر دوبارہ بیٹھ گئے ہیں اور ان کو کہا ہے کہ وہ خاتون بات کریں۔ بات یہ ہے کہ اب بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہو یا متعلقہ منسٹر ایجوکیشن آ کر اپنی اس بات کو explain کریں۔

جناب سپیکر! دوسری انہوں نے جو بات کی ہے کہ ہر بات پر ہم کورم point out کریں گے تو میں ان سے یہ عرض کر دوں کہ اگر آپ نے مسلمہ روایات کے برعکس general discussion جو کہ اپوزیشن کا حق ہوتا ہے، اس میں آپ نے خود اگر کورم point out کرنا ہے تو پھر ہم یہ سمجھیں گے کہ آپ کے پاس بات کرنے کے لئے کوئی مواد نہیں ہے اور آپ general discussion سے بھاگنا چاہتے ہیں پھر آپ نے جب بھی بھاگنا ہو تو آپ کورم pin point کریں اور اس کے بعد آپ بھاگ جایا کریں گے۔ آپ نے ابھی rules کی معطلی کی تحریک کی بات ہے اور گورنمنٹ بزنس ہے وہ پہلے پری بجٹ بحث ہے اور اگر اس کے بعد قائد حزب اختلاف کوئی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں اور rules معطل کروانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اب میں اس کو oppose کر رہا ہوں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محترمہ راحیلہ انور صاحبہ یہاں موجود ہیں اُن کی بات سن لی جائے۔ وہ بہت زبردست طریقے سے hurt ہوئی ہیں آپ اُن کی بات سن لیں اور اُس کے بعد آپ کارروائی نکلوا کر دیکھ لیں کہ وزیر تعلیم کے کیا الفاظ تھے۔ اگر واقعی ان کے وہی الفاظ تھے جو یہ سمجھ رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نے بات کی، صدیق خان صاحب نے بات کی اور میرے خیال میں یہاں پر سبطین خان صاحب نے بات کی۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بڑے افسوس کے ساتھ اور with the very heavy heart آج مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم عورتیں شاید آپ لوگوں کے لئے کچھ matter ہی نہیں رکھتیں، ہمارا disgrace کر کے آپ لوگ ہنستے ہیں اور یہاں پر مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب نے یہاں کھڑے ہو کر جس طرح party mood میں میرے سوال کا جواب دیا وہ شاید ان کے شایان شان نہیں تھا اُن کے اپنے گھر میں بھی مائیں اور بہنیں ہوں گی، کیا ان کو پتا نہیں تھا کہ یہاں پر اگر میں کھڑی ہوں تو ان کی بھی میں بہن ہوں اُن کا اور میرا رشتہ ایک ماں جیسا، ایک بہن جیسا ہے جو words انہوں نے مجھے کہے ہیں [**********] وہ with very due respect اپنے گھر میں جا کر بولیں۔ وہ ان کو بتائیں کہ کیسے یہ لفظ کہتے ہیں اور میں بھی اُن کو بتاؤں گی دیکھئے! یہاں پر عورتوں کے لئے بڑی باتیں کی جاتی ہیں empowerment کی باتیں کی جاتی ہیں بہت کچھ کہا جاتا ہے اور یہ ہمیں کیا empower کریں گے؟ یہ حال ہے کہ ہماری respect تو نہیں کر سکتے اور یہ empower کیا کریں گے؟ kindly منسٹر صاحب کو بلوائیں اور ان سے پوچھا جائے کہ جب میں اپنے علاقے کے مسائل پر بات کر رہی ہوں تو اُن کا کیا right بنتا ہے کہ وہ اس طرح کی بات میرے ساتھ کریں اور کیا یہاں پر وہ party کرنے آتے ہیں، کیا یہاں پر ایوان میں کھڑے ہو کر وہ ہم عورتوں کا مذاق اڑانے آتے ہیں اور کیا اُن کا یہ خیال ہے کہ یہاں پر کوئی ٹیلیویژن کا show لگا ہوا ہے؟

جناب سپیکر! آپ نے بھی اُس وقت دیکھا کہ انہوں نے میرے سوال کا جواب ہی نہیں دیا اور وہ یہ کہتے ہوئے ایوان سے باہر چلے گئے۔ میں نے پورا گھنٹہ بار بار کھڑی ہو کر بات کرنے کی کوشش کی

کہ میں آپ کے knowledge میں یہ بات لاؤں کہ یہ منسٹر صاحب کا behaviour تھا۔ آپ custodian of the House ہیں آپ کو اس وقت چاہئے کہ منسٹر صاحب کو بلوائیں اور جس وقت بھی وہ آئیں گے، جب تک وہ sorry نہیں بولیں گے تو میرا خیال ہے ہم میں سے کوئی بھی یہاں پر ایوان میں آنے پر تیار نہیں ہوگا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کل Business Advisory Committee میں بھی یہ بات discuss ہو گی اور میں نے کارروائی سے یہ الفاظ حذف کروادیے ہیں۔ وہ ابھی ایوان میں موجود نہیں ہیں وہ یہاں آکر اپنی بات explain کر دیں گے۔ میری آپ لوگوں سے یہی گزارش ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! نہیں، میں اُن کی بات کا یہاں پر جواب نہیں دے سکتا وہ خود یہاں پر آئیں گے اور وہ ایوان میں explain کریں گے آپ اُن کا جواب سن لیں اُس کے بعد بے شک جو آپ کا حق بنتا ہے وہ استعمال کریں ۔ میری اپوزیشن اور قائد حزب اختلاف سے یہی درخواست ہے کہ آپ ایوان میں تشریف رکھیں۔ کل اس کو Business Advisory Committee میں بھی discuss کرتے ہیں اور منسٹر صاحب جب ایوان میں آئیں گے تو اس کا جواب بھی ان سے لیتے ہیں اُس کے بعد جو بھی بات ہو گی وہ کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس معاملے کا حل یہ طے فرمایا تھا کہ Business Advisory Committee میں بھی بات ہو گی اور اس کے بعد یہاں ایوان میں بھی منسٹر explain کریں گے۔ تو اس پر انہوں نے اتفاق ہی نہیں کیا یہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اب اس پر صرف Business Advisory Committee میں بات ہو اور وہاں پر بیٹھ کر opposition کے اس رویہ پر بھی بات ہو اور وہاں پر ایجوکیشن منسٹر بھی اپنی explanation دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کل اس کو Business Advisory Committee میں رکھوائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ ایوان میں جو بات ہوئی تھی اُس بات کو انہوں نے تسلیم نہیں کیا اور Business Advisory Committee میں opposition کا یہ رویہ بھی discuss ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو الفاظ منسٹر صاحب نے کہے ہیں میں نے ان کو کارروائی سے بھی حذف کروا دیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ سرکاری کاروئی شروع کریں۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب ہم سرکاری کاروئی شروع کرتے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 15-2014 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے مورخہ 17-مارچ 2014 کو وزیر خزانہ بحث کا آغاز کر چکے ہیں۔ آج بھی pre budget discussion جاری رہے گی۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ اب میں شیخ اعجاز احمد صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ جب members pre-budget discussion کا آغاز کریں تو وہ بڑا یکسو ہوکر اُن کے notes ضرور لیں تاکہ جو مثبت تجاویز آئیں وہ ان کو note کرتے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کے notes ادھر لئے جا رہے ہیں اور متعلقہ منسٹر صاحب خود موجود ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بڑا مشکور ہوں کہ میاں صاحب خود تشریف فرما ہیں اور جن شاندار روایات کا آغاز آج پنجاب اسمبلی کے اندر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ میں وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران صاحب اور وزیر جیل خانہ جات چودھری عبدالوحید آرائیں صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جائیں اور ان کو منا کر لائیں اور انہیں یہ یقین دہانی کروائیں کہ کل ان کا معاملہ Business Advisory Committee میں discuss کیا جائے گا اور متعلقہ منسٹر جنہوں نے یہ بات کی ہے وہ یہاں پر اگر اپنی بات explain کریں گے تو آپ kindly تشریف لے جائیں۔ وہ اپنی بات کی وضاحت کریں گے کہ انہوں نے کیا بات کی تھی تو کل یہاں پر Business Advisory Committee کی meeting بھی ہے اس میں یہ بات discuss بھی ہو گی تو آپ دونوں منسٹر صاحبان جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وزیر تعلیم کل Business Advisory Committee میں آئیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کل Business Advisory Committee کے جو ممبران ہیں تو منسٹر بھی اس کے ممبر ہیں وہ بھی کل آئیں گے اور بالکل آئیں گے۔ ان کو بھی اطلاع کی جائے گی اور کل ان کو بھی بلا لیا جائے گا۔ جی، منسٹر صاحب! آپ جائیں۔ شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔ Order in the House شیخ صاحب کی بات خاموشی سے سنیں۔ میں خواتین ممبران سے گزارش کروں گا کہ خاموشی اختیار کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ pre-budget discussion جو ہے اس کا پوری دنیا کے اندر ایک رواج ہے۔ پوری دنیا کے اندر جتنی بھی مہذب جمہوریتیں ہیں ان میں pre-budget discussions اس لئے کی جاتی ہیں کہ جو ممبران اپنے حلقہ کے حوالے سے۔۔۔

جناب سپیکر! آپ House in order فرمادیں تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں منسٹر صاحب آپ کی طرف متوجہ ہیں اور وہ آپ کی بات note کر رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: اس میں interruption ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو کوئی interrupt نہیں کر رہا ہے۔ لسٹ بہت لمبی ہے اس لئے اس میں پانچ منٹ رکھے ہیں۔ تمام ممبران کے لئے پانچ منٹ کا وقت ہے وہ اسی میں اپنی بات کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں pre-budget discussion کے حوالے سے یہ بات کر رہا تھا کہ یہاں پر ممبران نے بہت زیادہ تجاویز اپنے حلقوں اور پنجاب کی بہتری کے حوالے سے دینی ہیں۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف already صوبہ کے اندر good governance کے لئے اور دیگر ڈیپارٹمنٹ کو uplift کرنے کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں۔ ان کا جو vision ہے، جس vision کا وہ مظاہرہ کر رہے ہیں اس کے لئے ان کے ساتھ پوری ٹیم کام کر رہی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات پر آپ کے توسط سے خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے شہر فیصل آباد کی بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں فیصل آباد کا باسی ہوں اور اسمبلی میں return ہو کر آیا ہوں۔ میں اپنے حلقہ پی پی۔68 کی particularly بات کروں گا۔ فیصل آباد آبادی کے تناسب سے دو حصوں میں تقسیم ہے۔ فیصل آباد میں جو پُل ہیں وہ فیصل آباد کو دو حصوں میں آپس میں ملاتے ہیں۔ ایک جال خانو آنہ پل ہے اور دوسرا طارق آباد والا عبداللہ پور کے نام سے ہے۔ فیصل آباد میں ہیلتھ کی facilities ہیں، وہاں ایک خطیر رقم سے state of the art چلڈرن ہسپتال تعمیر کیا جا رہا ہے۔ میرے حلقہ کے اندر لاکھوں کی آبادی ہے لیکن پل کے ایک طرف ایک single ہسپتال بھی موجود نہیں ہے۔ میں وزیر خزانہ سے آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا اور یہ بات رانا ثناء اللہ خان کے علم میں ہے انہوں نے سابقہ دور میں وہاں پر state land جو 114 کنال کے قریب ہے اس پر نہ صرف ذاتی دلچسپی لے کر نوٹ لکھوایا تھا کہ یہ جنرل ہسپتال حبیب شہید کالونی کے لئے مختص کر دی گئی ہے۔ اس کا PC-1 ڈسٹرکٹ انتظامیہ نے تیار کر لیا ہے۔ میری فنانس منسٹر سے یہ گزارش ہے کہ جب یہ چیف منسٹر کے پاس بجٹ تجاویز لے کر جائیں تو یہ وہاں پر میری اس تجویز کو لکھیں اور چیف منسٹر سے یہ گزارش کریں کہ وہاں پر ایک جنرل ہسپتال کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جب ہم پل cross کر کے کسی مریض یا مریضہ کو لے کر الائیڈ ہسپتال کی طرف جاتے ہیں تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ راستے میں ہی دم توڑ جاتا ہے لہذا چار ہسپتال پل کے ایک طرف ہیں لیکن پل کے دوسری طرف ایک بھی ہسپتال نہیں ہے۔ فقیر حسین ڈوگر

صاحب میرے ساتھ تشریف فرما ہیں پی پی۔67اور پی پی۔68اس سے بڑاfeel depriveکر رہا ہے اس لئے ہمارے اس حلقہ میں ایک جنرل ہسپتال ہونا چاہئے۔ یہ میری ایک تجویز ہے میں گزارش کروں گا کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ جب بجٹ سیشن کا آغاز ہو اور بجٹ کی دستاویز بنے تو اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد ملک کا تیسرا بڑا شہر اورrevenue generatingکے حوالے سے ملک کا دوسرا بڑا شہر ہونے کے ناتے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں اس وقت کوئی آئی ٹی یونیورسٹی نہیں ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی اور وزیر خزانہ کی بھی توجہ چاہوں گا کہ جو ہمارا ڈی پی ایس سکول ہے اس کے ملحقہ ایک گالف کلب ہے۔ یہ اربوں روپے کی پراپرٹی 1993 سے نثار اکبر خان صاحب کے نام پر لیز کروائی گئی اور اس کو اجارہ داری کا اڈا بنا دیا گیا۔ وہاں پر صرف دس یا پندرہ فیملیاں گالف کھیلتی ہیں، ان کے کتے وہاں پر پھرتے ہیں اور ان فیملیوں کے جوheadsہیں جو بے چارے اب عمر کے آخری حصہ میں پہنچ چکے ہیں۔ جسunder developed countryمیں پینے کا صاف پانی میسر نہ ہو، جہاں پر لوگوں کی جائز اور عام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ یا پڑ بیل رہی ہو وہاں پر اللوں تللوں کے لئے اور چند خاندان کی سیر گاہ کے لئے اربوں روپے کی پراپرٹی کو لیز کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ غریبوں کی غربت کا بہت بڑا مذاق ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ وہ گالف کلب کی پراپرٹی۔۔۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں کہ میاں یاور زمان صاحب ذرا فنانس منسٹر صاحب سے گپ شپ بند کر دیں تاکہ وہ میری بات سن سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔ شیخ صاحب! ٹائم ہو گیا ہے اب اس کو windupکر دیں۔

شیخ اعجاز احمد: میںwind upکرنے جا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے علاوہ جو بھی تجاویز ہیں منسٹر صاحب موجود ہیں آپ ان کو دے دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میںwind upکرنے جا رہا ہوں۔ گالف کلب کی جو پراپرٹی ہے وہ وہاں سے ختم کر کے شہر سے باہر دے دیں کیونکہ شہر کے باہر گالف کلب کھیلنے کے لئے بہت جگہ پڑی ہے لیکن جو شہر کے اندر ہے اس کو ختم کر کے وہاں پر آئی ٹی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اس کے علاوہ اگر کوئی تجاویز ہیں تو وہ آپ لکھ کر منسٹر صاحب کو دے دیں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔رانا محمد ارشد صاحب!آپ پانچ منٹ میں wind upکریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم عنایت کیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آج پنجاب کے اندر جتنی ڈویلپمنٹ نظر آ رہی ہے یہ وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک vision ہے جو grass roots پر نظر آ رہا ہے۔ جس طرح جنوبی پنجاب کی missing facilities کے لئے4۔ارب روپے اور overall 8۔ارب روپے سکولز ایجوکیشن میں رکھے گئے ہیں اس سے ایک مایوسی جو صدیوں سے چلی آ رہی تھی اس کا خاتمہ ہو رہا ہے۔دانش سکول بننے سے غریب کو جینے کا جو حق دیا گیا ہے اس کا تسلسل اس لئے ہے کہ آج وہ شخص جس کی پانچ ہزار روپے ماہانہ انکم تھی اس کا وہ خواب کہ اس کا بچہ ایچی سن کالج تو نہیں جا سکتا لیکن آج وہ اچھی تعلیم سے مستفید ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر!یہاں پر پڑھے لکھے پنجاب کے پروگرام پر اربوں روپے لوٹے گئے لیکن کام جب کیا جاتا ہے تو وہ نظر آتا ہے۔آج الحمد للہ پورے پنجاب کے اندر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی supervisionمیں جو کام ہوا ہے وہ نظر آ رہا ہے۔یہ 14-2013 کے بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے جو 215۔ارب روپے رکھے گئے جس میں ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے طلباء کو سکالرشپ ملے اور لیپ ٹاپ ملے۔سب سے بڑی بات کہ گاؤں میں جو ہائی سکول تھے ان میں computer labs دی گئیں اور ان 4268 computer labs بننے سے پاکستان کے اندر ایک گاؤں میں بیٹھی ہوئی بچی اور بچے کی ایجوکیشن کے معیار میں بہتری آئی ہے۔انشاء اللہ 15-2014 کا جو بجٹ آ رہا ہے جب ہم اسی vision کو لے کر آگے بڑھیں گے تو انشاء اللہ پنجاب کے اندر وہ quality of education بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر!کہنے اور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے جس طرح 84 ہزار ایجوکیٹرز کو بھرتی کیا گیا اور اس میں صرف اور صرف میرٹ کو ہی مدنظر رکھا گیا یہ پچھلے ادوار کی حکومتوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے کہ آج وہ پڑھے لکھے ہمارے بیٹے اور بیٹیاں جو اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہونے کے بعد میرٹ پر ایجوکیٹر بھرتی ہو کر سکولوں میں پہنچے ہیں تو وہاں پر ایجوکیشن کا معیار بہتر ہوا ہے۔آج جو 30 ہزار ایجوکیٹرز کی مزید بھرتی ہو رہی ہے اس سے مزید کوالٹی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! ہم یہ کہتے تو ہیں کہ پولیس میں بہت سی خامیاں ہیں لیکن جس طرح وہ دن رات اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر عوام کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ جب پولیس کا کانسٹیبل یا کوئی آفیسر شہید ہوتا ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب نے اس کا جو 5 لاکھ روپے کا کوٹا تھا اس کو 30 سے 35 لاکھ روپے تک لے کر گئے ہیں۔ اس میں وہ ویژن نظر آتا ہے کہ آپ جب گورنمنٹ applies ہیں وہ پولیس والا اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر چوروں اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کر کے عوام کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کو پتا ہے کہ خدانخواستہ اگر میں قانون کی بالادستی کے لئے کام کرتا ہوں تو میری گورنمنٹ چوروں اور ڈاکوؤں کی support نہیں کرے گی، وہ مظلوم کی support کرے گی اور وہ ظالم کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ وہ ایک وژن نظر آ رہا ہے جس طرح پولیس ایکٹ آرڈیننس 2002 میں ترمیم کی گئی اور اس میں انوسٹی گیشن کے level کو district level پر شفٹ کیا گیا۔ میں رورل ایریا میں رہنے والا ہوں اور ضلع ننکانہ شیخوپورہ سے میرا تعلق ہے۔ اس سے پہلے ایک ضلع کا DPO بے بس ہوتا تھا کہ اس کے پاس investigation تبدیل کرنے کا اختیار نہیں تھا اور آج DPO بھی investigation کر سکتا ہے اور investigation officer بھی ذمہ دار ہے اور اس کے بعد یہ اختیار RPO کے پاس بھی جا چکا ہے۔

جناب سپیکر! آج میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ ہم اس تسلسل کو مزید آگے لے کر بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ کو مزید بہتر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن وثقافت (رانا محمد ارشد خان): آج ہم اپنے زمیندار کو facilitate کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے جو بجٹ 14-2013 ہے اس کو بڑھایا جائے۔ گورنمنٹ سکولوں کے level اور کوالٹی کو جو آپ نے بہتر کیا ہے اس کے لئے مزید پیسوں کا اضافہ کیا جائے تاکہ ہمارے متوسط طبقے کا طالب علم بھی اس سے مستفید ہو سکے اور مزدور بھی خوشحال ہو سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نجمہ افضل خان صاحبہ!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اب آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بات یہ کرنی ہے کہ مقررین کی لسٹ بہت زیادہ اور لمبی ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے پاس بولنے کے لئے بہت وقت ہوتا ہے۔ ان کو پیچھے رکھیں اگر وقت بچ گیا تو انہیں بھی موقع مل جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، مجھے لسٹ کے مطابق چلنے دیں ان کا بھی right ہے۔ جی، محترمہ! اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ انشاءاللہ پاکستان کا آئندہ سال کا بجٹ ایک اہم ترین بجٹ ہو گا، معیشت کی بحالی کا بجٹ ہو گا، ملک کی ترقی کا بجٹ ہو گا اور پاکستان کو اقوام عالم میں بہترین مقام دلانے کا بجٹ ہو گا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں محکمہ صحت کے حوالے سے بھی بجٹ مخصوص کرنا ہو گا جو کہ ہمارے معاشرے میں ایک صحت مند معاشرے کو جنم دے سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ابھی کیونکہ ٹائم کی کمی ہے اور میں اپنی معروضات صحت کے شعبہ تک ہی محدود رکھوں گی کیونکہ شاید ابھی اور مقرر بھی بولیں گے۔ ہمارے ملک میں ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں صحت کے شعبے میں ہمارا بجٹ بہت کم آتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر وسائل کی مناسب تقسیم ہو جائے تو اس سے ہمارے بہت سے مسائل بہتر ہو جائیں گے اور ایک اچھا رزلٹ ہمارے سامنے آئے گا۔ علاج کے لئے سب سے ضروری چیز ہے کہ ہم بیماری کے incidence کو کم کرنے کے لئے پیسا خرچ کریں tertiary care پر ہم بہت توجہ دیتے ہیں لیکن پرائمری کیئر کی طرف ہمارا بجٹ زیادہ ہونا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے Basic Health Centre کی حالت کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے جس طرح کہ وہاں پر ڈاکٹر کی سہولت بعض اوقات نہیں ہوتی، اس کے علاوہ جو basic سہولیات جیسا کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی 24 گھنٹے کی سروس، ایکسرے کی 24 گھنٹے کی سروس یا ادویات کی فراہمی جیسے بہت سے مسائل سامنے آرہے ہیں۔ ہماری تقریباً 80 فیصد آبادی دیہی علاقوں کی آبادی ہے شہری علاقوں میں تو پھر بھی بہتر حالات ہیں لیکن ہمیں ان علاقوں کا سوچنا ہے جو دور دراز دیہی علاقے ہیں ہمیں ان کی بہتری کے لئے اقدامات کرنے ہوں گے اور ہمیں اس بجٹ میں پرائمری کیئر کو بہتر کرنے کے لئے رقم مختص کرنی ہو گی۔ جو پرائمری ہیلتھ سنٹر ہیں وہاں میں نے دیکھا ہے کہ جو نومولود ہوتے ہیں ان کا first neonatal check up دو فیصد لوگوں میں بھی نہیں ہوتا اور دو فیصد بچوں میں بھی نہیں ہوتا تو ہمیں یہ تمام سہولتیں مہیا کرنا ہوں گی تاکہ بروقت بیماری کی نشاندہی ہو سکے۔ اس کے علاوہ بنیادی ہیلتھ سنٹر کو improve کرنے کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر موجود ڈاکٹروں اور نرسوں کو تمام سہولیات دی جائیں جس طرح کہ

ایکسرے ہیں، لیبارٹری ہے، آپریشن تھیٹرز ہیں اور ایمبولینس کی اچھی سروس اور ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ ڈاکٹرز اور نرسیں جو وہاں موجود ہیں ان کی رہائش کا proper بندوبست کیا جائے اور ان کو رورل ایریا کے الاؤنسز دیئے جائیں تاکہ وہ attract اور motivate ہوں اور وہاں پر عوام کی خدمت کرنے کے لئے ان کو حوصلہ ملے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم فیصلہ کر لیں کہ ہم نے اس سال آئندہ آنے والے بجٹ میں 200 کے قریب بنیادی ہیلتھ یونٹس کو مزید بہتر اور فعال کرنا ہے تو ہمیں تقریباً ہر Basic Health Unit کے لئے ایک کروڑ سے ڈیڑھ کروڑ روپے کا بجٹ مختص کرنا ہوگا تاکہ ہم یہ بنیادی سہولتیں وہاں مہیا کر سکیں۔ اس طرح سے ہمارے پرائمری کیئر کا 3۔ارب روپے کا بجٹ بنے گا جو کہ ٹوٹل ہیلتھ بجٹ کے 20 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کے علاوہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو upgrade کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر Specialist Doctors کی تعیناتی ضروری ہے۔ کم از کم جو basic field ہیں جیسا کہ سرجری، میڈیسن، pediatric، گائنی اور ENT کے specialist کی ہسپتالوں میں ان کی تعیناتی کو لازم کیا جائے۔ اس کے علاوہ باقی مریض دوسری sub specialties کے لئے بڑے سرکاری ہسپتالوں میں جا سکتے ہیں لیکن تحصیل level پر یہ بنیادی پانچ شعبوں کی سہولیات ہماری عوام کو ملنی چاہئیں۔ Basic Health Centre میں صاف پانی کا ملنا بھی نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف کا یہ قابل تحسین اقدام تھا جو انہوں نے اس رواں مالی سال کے بجٹ میں فلٹریشن پلانٹس کی مختلف جگہوں پر تعیناتی کے لئے 4۔ارب روپے کا فنڈز رکھا۔ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اس کو مکمل ہونا چاہئے اور اس کو آئندہ مالی سال میں بھی ترجیح دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: اگر Basic Health Units میں یہ پلانٹس نصب ہوں گے تو ان کی کیئر بھی بہتر ہو سکے گی اور مریضوں کو بھی آسانی سے پانی کی فراہمی تک رسائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی جو بقیہ تجاویز ہیں۔۔۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں فیصل آباد کے حوالے سے ایک ضروری بات کرنا چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب کو یہ پیغام دینا چاہتی ہوں کہ ہمارا فیصل آباد جو کہ پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے اس میں خواتین کے حوالے سے کوئی بھی بریسٹ کلینک موجود نہیں ہے اور یہ بریسٹ کلینک خواتین کی ہیلتھ کے حوالے سے نہایت ہی اہم ہے۔ وہاں کوئی screening ہوتی ہے، Diagnostic facilities موجود ہے اور نہ ہی کوئی follow up ہوتا ہے تو ایسی خواتین جو چالیس ہزار کے قریب بریسٹ کینسر سے مر جاتی ہیں اور 99 فیصد خواتین کے علاج کی بروقت تشخیص اور نشاندہی ہو جائے تو یہ survive کر سکتی ہیں تو ہم نے ایسی خواتین کے لئے کام کرنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! یہ note کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری ہیلتھ کو اپنا PC-1 دے دیا ہے تو میری گزارش ہے کہ یہ صرف 5 سے 6 کروڑ روپے کا بجٹ ہے اور اس کو مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ ضروری ہے اور منسٹر صاحب نے بالکل اس کو note کر لیا ہے۔ آپ کی بقیہ تجاویز جو بھی ہیں آپ وہ بھی منسٹر صاحب کو دے دیں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! یہ 5 سے 6 کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ اس مد میں 5 سے 6 کروڑ کا بجٹ ہمارے شہر فیصل آباد کی خواتین کے لئے مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جناب محمد ثاقب خورشید صاحب! پی پی۔236 تشریف نہیں رکھتے۔ سید محمد سبطین رضا صاحب۔

سید محمد سبطین رضا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب کے سب سے پسماندہ ضلع مظفر گڑھ کی سب سے پسماندہ تحصیل علی پور سے ہے۔ اگر دیکھا جائے تو جنوبی پنجاب اس وقت پسماندگی کی انتہا پر پہنچ چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے ادوار کے مقابلے میں اس دور میں زیادہ بہتر طریقے سے جنوبی پنجاب میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے، پچھلے بجٹ میں اس کے لئے 31 فیصد کوٹا مقرر کیا گیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، پچھلے بجٹ میں اس کے لئے 31 فیصد کوٹا مقرر کیا گیا جو کہ نہایت ناکافی ہے کیونکہ وہاں کے لوگوں میں احساس محرومی حد سے زیادہ ہے۔ آپ خود بھی اس بات کے

گواہ ہیں کیونکہ آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے، وہاں کے لوگوں کا احساس محرومی کس حد تک پہنچ چکا ہے؟ ان کا احساس محرومی اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ وہاں کے لوگوں کے دلوں میں نئے صوبے کی ڈیمانڈ موجود ہے اور خود آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ جب تک ان لوگوں کے درمیان سے ان لوگوں کے دلوں سے وہ احساس محرومی دور نہیں کیا جائے گا تب تک آپ پنجاب کی ترقی کا خواب نہیں دیکھ سکتے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ جنوبی پنجاب کے ترقیاتی بجٹ میں حصہ 31 فیصد کی بجائے 50 فیصد ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگوں کے دلوں میں موجود احساس محرومی ختم ہو سکے اور وہاں پر صحیح معنوں میں ترقی ہو سکے۔ ان کا معیار زندگی upper Punjab کے لوگوں جیسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہماری ہر تحصیل میں رقبہ موجود ہے لیکن غلہ منڈیاں نہیں ہیں، تحصیل علی پور میں غلہ منڈی کا رقبہ موجود ہے مگر غلہ منڈی نہیں ہے، مظفر گڑھ میں بھی غلہ منڈی کا رقبہ موجود ہے مگر غلہ منڈی موجود نہیں ہے۔ اس قسم کے projects کے لئے بجٹ میں خصوصی رقم مختص کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا اور جناب سپیکر آپ کو بھی پتا ہے کہ جنوبی پنجاب کے 80 فیصد لوگوں کا ذریعہ آمدن زراعت کے ساتھ منسلک ہے۔ آج کل ڈیزل اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ بغیر نہری پانی کے زراعت کی ترقی ممکن ہی نہیں ہے، زمیندار اپنی فصل کاشت کرتا ہے، کپاس کاشت کرتا ہے تو "واڈھیاں" لے کر جاتا ہے، گندم کاشت کرتا ہے تو "بھوں" لے کر جاتا ہے یعنی اس کو فصل میں سے بچتا کچھ بھی نہیں ہے۔ نہری پانی والے علاقے بھی بارانی بن چکے ہیں، خصوصاً مظفر گڑھ کینال اور مظفر گڑھ کینال کی آخری tail پر موجود تحصیل علی پور میں پانی کی بحرانی کیفیت ہے۔ اگر آپ ملک کی ترقی چاہتے ہیں، آپ پنجاب کی ترقی چاہتے ہیں، جنوبی پنجاب کی ترقی چاہتے ہیں تو نہری نظام کو درست کیا جائے اور نہروں کو پختہ کیا جائے۔ Minors and distributors جو کہ مظفر گڑھ کینال اور باقی جنوبی پنجاب کی جو نہریں ہیں، ان میں سے جو چھوٹی یعنی sub canals نکل رہی ہیں minors نکل رہے ہیں distributors نکل رہے ہیں ان کو پختہ کیا جائے۔ اسی طرح لنڈا، سوائے والا، قادرا، چندر بان اور دوسری بے شمار نہریں جو کہ میرے حلقہ میں ہیں ان کے نیچے زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ یہ لوگ bore کر کے فصل کاشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو نہری پانی دستیاب ہوتا ہے۔ ایک مہینہ میں پندرہ دن کی وارابندی ہوتی ہے یعنی ایک ماہ میں زیادہ سے زیادہ آٹھ سے دس دن کے علاوہ ہمیں پانی نہیں ملتا۔ جب تک ان نہروں کو پختہ نہیں کیا جائے گا آپ زراعت کی ترقی کا خواب دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی آپ ملک کی ترقی کا خواب دیکھ سکتے ہیں اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان نہروں کو پختہ کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کی معاشی خوشحالی ہو سکے اور اس

کے لئے بجٹ میں خاص طور پر رقم مختص کی جائے۔ وزیر خزانہ صاحب!میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ آپ اس کے لئے کوشش کریں،وزیر خزانہ صاحب!میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

سید محمد سبطین رضا: میرے خیال میں وہ نہیں سن رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،وہ سن رہے ہیں۔

سید محمد سبطین رضا: جناب والا!آپ اس کے لئے بجٹ مختص کریں اور اس کے لئے اتنا بجٹfixکریں کہ تین سالوں کے اندر اندر جنوبی پنجاب میں تمام نہریں پختہ ہو جائیں۔اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ انسان کی بنیادی ضرورت پانی ہے،جنوبی پنجاب کے جن علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں پر لوگوں کو پینے کے لئے میٹھا پانی فراہم کیا جائے۔پینے کا پانی انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہوتا ہے جن علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں پر پینے کا میٹھا پانی فراہم کیا جائے اور اس کے لئے بھی اتنی رقم fixکی جائے کہ تمام لوگوں کو پینے کا پانی مل سکے۔آج2014میں بھی اگر ہم لوگوں کو پینے کے لئے میٹھا پانی فراہم نہ کر سکیں تو آپ مجھے اتنا بتادیں کہ پھر اس اسمبلی کے بننے کا،منتخب حکومتوں کے بننے کا کوئی فائدہ ہے؟ ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کے لئے میٹھا پانی فراہم کریں اور اس کے لئے بجٹ میں باقاعدہ رقم مختص کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب!آپ کی بات بالکل درست ہے،اب آپ اپنی تقریرwind up کریں۔

سید محمد سبطین رضا: جناب والا!آخری بات کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ اگر آپ جنوبی پنجاب کے لوگوں کے دلوں سے احساس محرومی دور کرنا چاہتے ہیں،اگر آپ جنوبی پنجاب کی ترقی کے خواب دیکھنا چاہتے ہیں تو وہاں پر نئے اضلاع بنائے جائیں۔اگر آپ دو تحصیلوں کوconvertکر کے ایک ضلع بنادیں تو ان لوگوں کا احساس محرومی کچھ کم ہو جائے گا کیونکہ اس وقت اتنے لمبے لمبے اضلاع ہیں،میرے حلقہ کا آدمی130کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے مظفر گڑھ پہنچتا ہے اور اس کو جب ڈی پی او نہیں ملتا تو اس کی سارے دن کی دہاڑی چٹ ہو جاتی ہے،اس کو ای ڈی او نہیں ملتا تو پھر اس کی سارے دن کی مزدوری چٹ ہو جاتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ چھوٹے چھوٹے اضلاع بنائیں،چھوٹے اضلاع بنانے سے لوگوں کے اندر ایک شعور پیدا ہو گا،لوگوں کوfacilitiesان کے دروازوں پر ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ

سید محمد سبطین رضا: آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ تحصیل علی پور کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے خصوصی طور پر بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: سردار عامر طلال گوپانگ! تشریف نہیں رکھتے، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! پری بجٹ سیشن کی پریکٹس برقرار رکھنے پر میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ملک کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں کی حکومت اپنے شہریوں کو کیا سہولیات دینے جارہی ہے اور کیا وہاں کے لوگ اس سے مستفید بھی ہو رہے ہیں یا نہیں۔ ہم جو تجاویز یہاں پر بیان کرتے ہیں، اپنے علاقوں کے مسائل یہاں پر پیش کرتے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ اگر حکومت ان ضروریات اور مسائل کی نشاندہی پر انہیں حل کرنے کے لئے کوشاں ہو جائے تو پھر ہم عوامی نمائندوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم check and balance کے سسٹم کو بہتر بناتے ہوئے یہ ضروریات لوگوں تک پہنچائیں۔ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ضلعی حکومت میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ میں ڈسٹرکٹ وہاڑی کی بات کروں گی جہاں پر یہ محکمہ تو قائم ہے مگر انتہائی بوسیدہ اور کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے حالانکہ on the floor of the House مجھ سے یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ آئندہ بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی۔ اس کی چار کنال زمین ڈسٹرکٹ وہاڑی میں موجود ہے جو کہ اکاؤنٹس آفس کے ساتھ ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی اور اس کو بڑی جلدی پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ خواتین کا آگے بڑھنا، ترقی اور روزگار حاصل کرنا، قومی دھارے میں شامل ہونا اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب انہیں ملازمت کا تحفظ حاصل ہو۔ Crisis Women Centre جو خواتین پر بڑھتے ہوئے تشدد کی روک تھام میں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ہے مگر صوبہ پنجاب نے ابھی تک اسے own نہیں کیا۔ میری اس سلسلے میں request ہے کہ پنجاب حکومت اسے own کرے کیونکہ Human Rights نے عارضی طور پر اسے لیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ حکومت نہ صرف اسے own کرے بلکہ اس میں کام کرنے والی خواتین کو تحفظ بھی فراہم کرے تاکہ وہ بہتر طریقے سے اپنے کام کو سرانجام دے سکیں۔ چلڈرن ہسپتال لاہور جو 317 کنال پر مشتمل ہے اس میں 2010 سے دی سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز قائم ہے جس میں تقریباً سات ڈگری پروگرام کروائے جاتے ہیں جن میں سے چھ چار سالہ اور

ایک ڈی پی ٹی پانچ سالہ پروگرام ہے، اس ادارے میں تقریباً ساڑھے پانچ سو کے قریب طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں لیکن یہاں پر ہاسٹل کی سہولت موجود نہیں ہے۔ خواتین کے حوالے سے خاص طور پر بات کروں گی کہ ہاسٹل کی سہولت موجود نہ ہونے کی وجہ سے بچیاں پڑھائی چھوڑ دیتی ہیں یا پرائیویٹ ہاسٹل میں رہنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ ہسپتال کے ساتھ زمین موجود ہے جس پر کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ قبضہ چھڑا کر یہاں پر ہاسٹل تعمیر کیا جائے تاکہ بچیاں تحفظ کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔ جدید اور معیاری تعلیم وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ترجیحات میں شامل ہے، جہاں سکولوں کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ وہاں ہمارے ضلع میں ایسی جگہیں بھی موجود ہیں جہاں سکولوں کا نام و نشان نہیں ہے، موضع گوانس تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کا ایک قدیم قصبہ ہے جس کی آبادی 4500 افراد پر مشتمل ہے۔ یہاں خواندگی کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے اور افسوس کہ یہاں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی بھی سکول موجود نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس علاقے میں ایک پرائمری سکول لڑکیوں کا اور ایک لڑکوں کا قائم کیا جائے۔ چک نمبر 34\WB تحصیل وہاڑی میں بچیوں کا مڈل سکول ہے جو اٹھارہ کنال پر مشتمل ہے وہاں تقریباً ساڑھے پانچ سو طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اس سکول کو upgrade کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ بچیاں اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں لکھنا پڑھنا ہر بچے کا بنیادی حق ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ non-salary budget کی مد میں لاکھوں روپے مختص کرتا ہے جو فرنیچر اور لائبریریوں کی کتب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس مد میں جو رقم رکھی جاتی ہے خاص طور پر لائبریریوں کے لئے اس amount کو بڑھا دیا جائے تاکہ بچوں میں پڑھنے لکھنے کا رجحان پیدا ہو۔ مزید برآں موبائل اور ڈیجیٹل لائبریریوں کے قیام کی منظوری دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا ٹائم پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! نوراجہ بھٹہ جلال پور پیروالا ضلع ملتان میں حافظ واہ سب مائنر کے نام سے ایک سب مائنر گزر رہا ہے جو لودھراں کی جانب سے آرہا ہے۔ اس کا آخری حصہ تقریباً ایک ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے جسے دریائے ستلج میں سیلاب آنے کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ اب سیلاب کا اندیشہ نہیں رہا لوگوں نے اپنے پختہ مکانات تعمیر کر لئے ہیں اور 2002 میں اس کو کھولنے کے لئے باقاعدہ افتتاح بھی ہو چکا ہے مگر فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ابھی تک اس سے مستفید نہیں ہو سکے لہذا میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ ہم اس سے چھ ہزار لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کا جیل پراجیکٹ ہے جو کہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے اور قیدیوں کو سہولیات فراہم کرتا ہے مگر ڈسٹرکٹ وہاڑی میں اس کا کوئی ڈیپارٹمنٹ قائم نہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ اس کے لئے رقم مختص کی جائے تاکہ جب یہ قیدی جیلوں سے باہر آئیں تو معاشرے کے کارآمد شہری بنانے میں ہم ان کا ساتھ دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ رانامنور غوث صاحب!

رانامنور حسین المعروف رانامنور غوث خان: جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے ہماری گورنمنٹ نے جتنے اچھے انداز میں اپنا کام چلایا ہے اور اس کی جو پلاننگ کی ہے اس وقت اس کا ثمر پوری قوم کو مل رہا ہے، اس وقت ہماری معیشت بہت زیادہ بہتر ہو رہی ہے اس پر ہم اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آنے والے بجٹ میں جو بڑی اہم چیزیں ہیں ان کی نشاندہی کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے چونکہ اس وقت معیشت بہتر ہو رہی ہے صوبے میں وزیراعلیٰ پنجاب بہت بہتر کام کرنا چاہتے ہیں، تعلیم کے شعبے میں پہلے بھی بہت کام ہو رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت سکولوں کی upgradation اور سکولوں کالجوں میں upgrade کرنا دیہاتی علاقوں میں تحصیل کی سطح پر بہت ضروری ہے تاکہ عام لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں آسانی سے میسر آ سکیں۔ میں اس سلسلے میں اپنے حلقہ سے متعلق تجاویز دوں گا کہ میرے حلقہ میں تحصیل سلانوالی کے بعد شاہ نکڈر ایک بہت بڑا شہر ہے جہاں پر بچوں اور بچیوں کے ڈگری کالج نہیں ہیں۔ وہ دور دراز علاقہ ہے لہذا میری استدعا ہے کہ وہاں پر بچوں اور بچیوں کے ڈگری کالج بنائے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صحت کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور BHUs کو زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے اور وہاں پر ڈاکٹرز کی availability ensure ہونی چاہئے۔ پچھلے کچھ عرصہ میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ڈاکٹروں کی بھرتی ہوئی اور بہت سے ڈاکٹروں نے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: .Welcome back (نعرہ ہائے تحسین)

میں ملک ندیم کامران صاحب اور وحید چودھری صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں thank you very much. جی، راناصاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! بہت سارے ڈاکٹروں نے join نہیں کیا لیکن ان کی۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں کی میٹنگ ہو رہی تھی اس لئے ہم اس وقت ایوان کے اندر نہیں تھے تو آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ کل وزیر تعلیم آئیں گے اس کے بعد ایوان کے اندر وہ کارروائی دیکھیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل آپ پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تشریف لے آئیں وہ بھی اس کے ممبر ہیں اس کے بعد وہ ایوان میں آکر وضاحت کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! حفظان صحت کو بہتر بنانے کے لئے جو BHUs اور تحصیل ہیڈکوارٹرز ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے وہاں پر ڈاکٹروں کی availability ہونی چاہئے اور وہاں پر زیادہ سے زیادہ ادویات موجود ہونی چاہئیں۔ زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے جس طرح زمین کو level کرنے کے لئے بہت سے equipments ارزاں قیمتوں پر provide کئے ہیں میری تجویز ہے کہ آئندہ بجٹ میں بھی اس سکیم کو جاری رہنا چاہئے اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے دور میں لوگوں کو جو گرین ٹریکٹر سکیم provide کی تھی میری استدعا ہے کہ اسے بھی جاری رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! سرگودھا کا اہم citrus product ہے جسے اس سال نہیں خریدا گیا جس وجہ سے بہت سا کنو ضائع ہوا ہے اور زمیندار پریشان ہوئے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! چونکہ آج اجلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے آپ اپنی بات کل wind up کیجئے گا۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 20۔مارچ2014 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔